بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

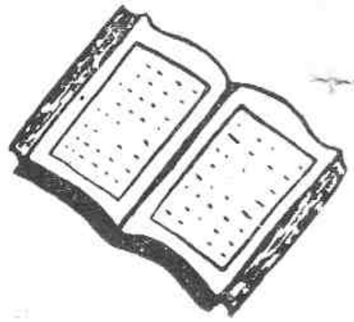

جمال و حُسنِ قرآں نُورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

الفرقان

جولائی - اگست ۱۹۷۱ء

بدل اشتراک

پاکستان : سات روپے
بیرونی ممالک : بحری ڈاک ایک پاؤنڈ
بیرونی ممالک : ہوائی ڈاک دو پاؤنڈ
اس نمبر کی قیمت ۸۰ پیسے

مُدِیرِ مسئُول
ابُو العطاء جالندھری

ISLAM'S PART IN LIVING RELIGIONS OF THE EMPIRE

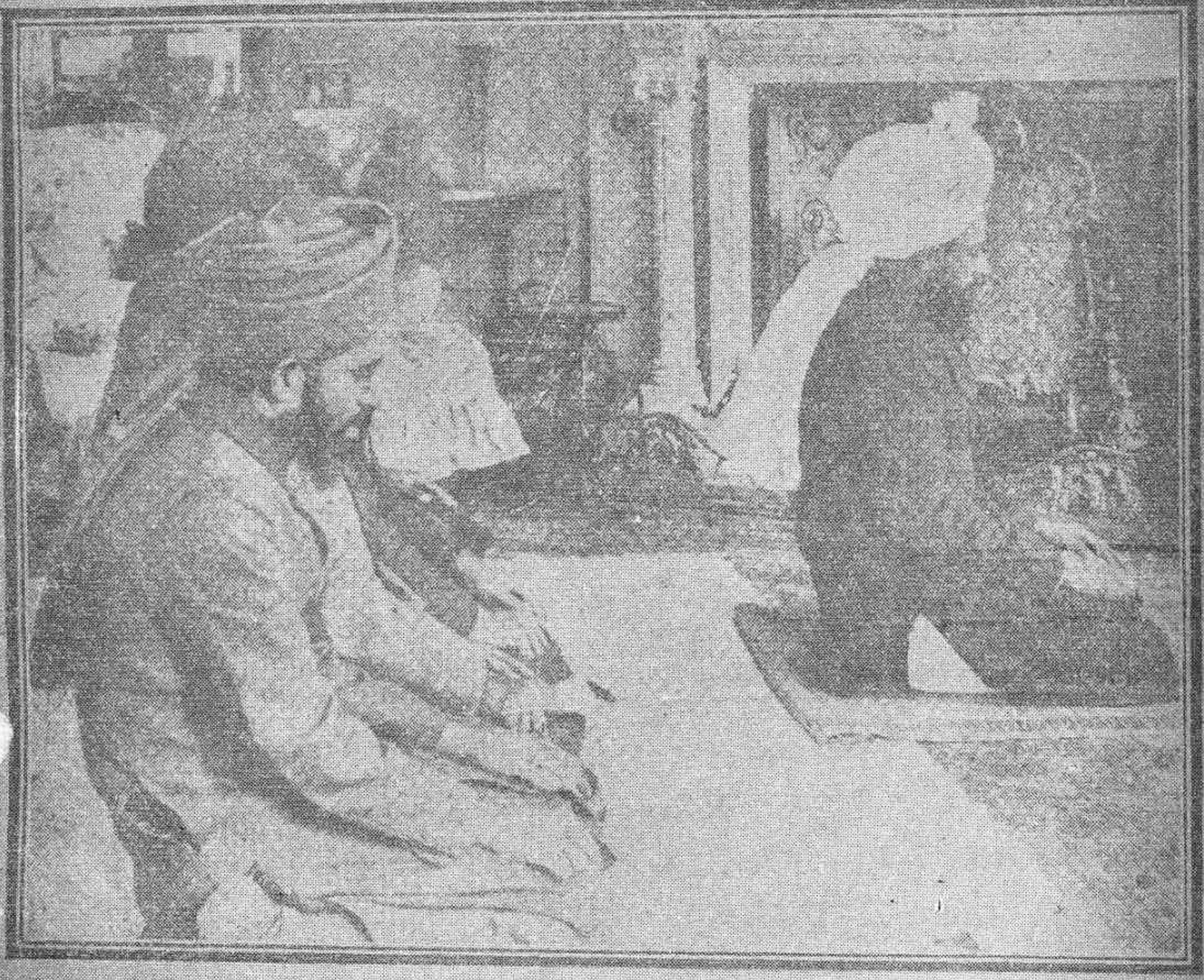

His Holiness the Khalifa-Tul-Masih leading Moslems in prayer at Chesham Place on their arrival from the East. They will represent Islam at the Wembley Conference on "Living Religions in the Empire."

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ۱۹۲۴ء میں مذاہب کانفرنس کے موقعہ پر لندن م

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲۱ شمارہ ۷-۸	ماہنامہ **الفرقان** ربوہ جولائی-اگست ۱۹۷۱ء	جمادی الاولیٰ و جمادی الثانیہ ۱۳۹۱ھ وفا-ظہور ۱۳۵۰ ہجری شمسی

مجلّہ کے معاونین خاص

پنجسالہ معاونین جو پانچ سال کے لئے چالیس روپے پیشگی ادا کرتے ہیں۔ انہیں رسالہ بھی ملتا رہتا ہے اور ان کے لئے اس اعانت کی وجہ سے دعا بھی ہوتی ہے۔ سابقہ فہرست کے بعد مندرجہ ذیل احباب معاونین خاص میں شامل ہوئے ہیں۔ جزاھم اللہ خیراً۔

- میجر محمد عبداللہ صاحب بہار — لاہور
- عبدالعزیز صاحب بھٹی اکاؤنٹنٹ — "
- ڈاکٹر محمد عبدالحق صاحب — "
- چوہدری محمد عثمان صاحب — "
- کیپٹن ملک خادم حسین صاحب — ربوہ
- حکیم سیّد میر احمد شاہ صاحب — سیالکوٹ
- چوہدری فضل احمد صاحب باجوہ — ضلع رحیم یار خان
- مولوی خلیل الرحمٰن صاحب — پشاور
- مستری فلک شیر صاحب — جھنگ
- ڈاکٹر مرزا عبدالرؤف صاحب — کیمبل پور
- ایم۔اے ہاشمی صاحب — کویت

بدل اشتراک

سالانہ چندہ پیشگی پاکستان :- سات روپے

بیرون پاکستان، بحری ڈاک :- ایک پاؤنڈ

" " ہوائی ڈاک :- دو پاؤنڈ

اِس نمبر کی قیمت ——— اسّی پیسے

الفہرست

عنوان	مصنف	صفحہ
تبلیغ اسلام اور مسلمانانِ عالم	ایڈیٹر	ص۲
شذرات	"	ص۵
جماعت احمدیہ میں خلافتِ راشدہ اور فریق لاہور	"	ص۶
شہد کا ذکر قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں	جناب سیّد جواد علی صاحب مبلغ امریکہ	ص۹
حاصل مطالعہ	جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد	ص۱۷
نبوت کی حقیقت	جناب مولوی عبدالمالک خاں صاحب ناظر اصلاح و ارشاد	ص۲۸
اکابر علماء احناف اور انگریزی حکومت (اخبار الاعتصام کے مفید اقتباسات)	ماخوذ	ص۴۰
سوالات اور اُن کے جوابات	ایڈیٹر	ص۴۱
قافلہ شوق (قطعات)	جناب نسیم سیفی	ص۴۶
طلبا فضل عمر درس القرآن سے خطاب (نظم)	جناب چوہدری شبیر احمد صاحب	ص۴۷
کاش ہر دل میں محبت ہی محبت ہوتی (نظم)	جناب مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری۔ فجی	ص۴۸
حضرت نوحؑ کا بعث فی القوم	جناب پیر معین الدین صاحب	ص۴۹
رباعیات	جناب میجر منظور احمد صاحب ڈھاکہ	ص۵۶
حُسنِ عمل (نظم)	جناب چوہدری عبدالسلام صاحب اختر	ص۵۷
میری زندگی کی چند منتشر یادیں	ابوالعطاء	ص۵۸

ادار یہ

تبلیغِ اسلام اور مسلمانانِ عالم

پاکستان میں ایران کے شیعہ علماء کا ورود

"ہمارا شرعی فریضہ ہے کہ ہم دنیا بھر میں اسلام کی تبلیغ کا فرض انجام دیں" (علامہ نجانی)

گزشتہ دنوں ایران کے شیعہ علماء کا ایک "نمائندہ وفد" پاکستان آیا مختلف شہروں میں اس وفد کے اراکین نے خطاب فرمایا۔

ایک شیعہ عالم آقا غلام رضا زنجانی نے کہا کہ:-

"آپ جانتے ہیں کہ قرآن مجید ایک مقدس کتاب ہے اور اسلام ایک مکمل دین ہے۔ آپ حضرات سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہوگا کہ آجکل بین الاقوامی سطح پر اسلام کے خلاف نہایت منظم انداز سے پروپیگنڈا ہو رہا ہے۔ پاکستان کے بارے میں ہماری معلومات زیادہ نہیں ہیں لیکن مرکزِ شیعیت' ایران کے بارے میں ہم بلا خوفِ تردید یہ دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ وہاں عیسائیت کی تبلیغ کی جا رہی ہے اور اسلام کے خلاف لٹریچر بے دریغ تقسیم کیا جا رہا ہے۔ یہود جن کے نصیب میں قرآن مجید کی رو سے ذلت و رسوائی لکھی گئی ہے وہ فقط اپنے اتحاد کی بناء پر آج اسلام کے خلاف صف آرا ہیں اور علمی سطح پر اسلام کو چیلنج دے رہے ہیں۔ دنیاوی طور پر یہودیوں نے دنیاوی کشش کی تمام چیزیں جمع کر لی ہیں جن کی بناء پر ہمارے بچوں کو وہ اپنی طرف بلا رہے ہیں۔ اس درد کی ٹیس کو محسوس کرتے ہوئے ہم بھی اپنی صفوں میں اتحاد و یگانگت پیدا کریں اور اپنی مشترکہ مساعی سے اسلام کے خلاف ابھرنے والی طاقتوں کا مقابلہ کریں اور اسلام کا پرچم سرنگوں نہ ہونے دیں۔ ہم اس جنگ کا اعلان کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔"

(شیعی رسالہ المنتظر لاہور ۲۰ جولائی ۱۹۷۱ء صفحہ ۱۹)

آگے چل کر فاضل لیکچرار نے فرمایا :-

" افریقہ اور دوسرے ممالک میں عیسائیت کی تبلیغ نہایت زور وشور سے ہو رہی ہے جس کے نتیجہ میں عیسائیت روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔" (المنتظر صفحہ ۲)

آخر میں لیکچرار نے درد کا اظہار کرتے ہوئے کہا:۔

" اسلام غریب ہے، قرآن غریب ہے، قرآن مظلوم ہے۔ ہم نے قرآن کو ترک کر دیا، ہمارے بچوں کا ایمان ضائع ہو رہا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں، آئندہ نسلوں کی حفاظت کریں۔" (المنتظر صفحہ ۲۱)

ایک دوسری تقریر میں علامہ زنجانی نے ایران کے بارے میں کہا کہ:۔

" عیسائیت کی بڑھتی ہوئی تبلیغ نے ہمیں بے چین کر رکھا ہے۔ کیا یہ ہمارا شرعی فریضہ نہیں ہے کہ ہم اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اسلام کی تبلیغ کا فریضہ انجام دیں۔" (المنتظر صفحہ ۲۶)

ایک اور تقریر میں جناب زنجانی نے کہا کہ:۔

" آجکل غیر اسلامی طاقتیں اسلام کے خلاف سرگرم عمل ہیں۔ یہودیت و عیسائیت مختلف صورتوں اور مختلف طریقوں سے اسلام کے خلاف صف آرا ہے۔ آئیے ہم سب ایرانی ہوں یا پاکستانی مل جل کر ان طاقتوں کے پروپیگنڈا کو باطل کریں تاکہ ہماری آنے والی نسلیں ان کے جھوٹے پروپیگنڈا سے متاثر نہ ہوں۔" (المنتظر صفحہ ۳۱)

ایک اور ضیافت کے موقعہ پر لیکچرار موصوف نے کہا کہ:۔

" آج اسلام کے خلاف طرح طرح کی سازشیں ہو رہی ہیں۔ اس دور میں اسلام دنیا کی سب سے مظلوم چیز ہے اسلئے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اسلام کے خلاف ان سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اور یہ مقابلہ مسلمانوں کے اتحاد ہی سے ہو سکتا ہے۔"

پھر اسی تقریر میں کہا کہ:۔

" افریقہ کے مختلف ممالک میں اسلام کی تبلیغ کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے ہمیں اس طرف مناسب توجہ دینی چاہیئے اور اسلام کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے میں مالی اور جانی قربانیوں کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔" (المنتظر صفحہ ۳۳)

گلبرگ لاہور میں تقریر کرتے ہوئے علامہ زنجانی نے فرمایا کہ:۔

" ہمارا شرعی فریضہ ہے کہ ہم دنیا بھر میں اسلام کی تبلیغ کا فرض انجام دیں۔ تبلیغ دین کی اہمیت اسلئے اور زیادہ ہو گئی ہے کہ غیر اسلامی قوتیں بڑی تیزی سے اسلام کے خلاف کام کر رہی ہیں۔" (المنتظر صفحہ [illegible])

معزز قارئین! یہ اقتباسات نہایت واضح ہیں۔ ایرانی شیعہ صاحبان کے "نمائندہ وفد" کے ترجمان نے بار بار اسلام کی تبلیغ اور مسلمانوں کے باہمی اتحاد پر زور دیا ہے۔ عیسائیت کی بڑھتی ہوئی تبلیغ پر جو ایران، افریقہ اور دوسرے ممالک میں ہو رہی ہے اپنی بے چینی کا اظہار کیا ہے۔ دنیائے اسلام کے خلاف دشمنوں کی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی دعوت دی ہے۔

ہمیں اس معزز وفد کے ان بیانات سے پورا پورا اتفاق ہے۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ مسلمانانِ عالم مال و زر کی فراوانی، افراد کی تعداد کی کثرت، حکومتوں کی موجودگی اور علماء کی بہتات کے باوجود تبلیغ سے غافل کیوں رہے اور آج بھی کیوں غافل ہیں؟ شیعہ علماء صاحبان نے وقت کی ضرورت کا احساس اور اعلان تو کر دیا ہے مگر ضرورت تو عمل کی ہے؟

جہاں تک عملی طور پر تبلیغ اسلام کے شرعی فریضہ کے ادا کرنے کا سوال ہے، جہاں تک اپنے ملک اور افریقہ وغیرہ دیگر ممالک میں عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کے دفاع کا سوال ہے جماعت احمدیہ اس بارے میں سب کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ جماعت احمدیہ کا مخالف ترین اخبار المنبر لائلپور بھی اپنی ایک قریبی اشاعت میں اپنے علماء کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:-

"تبلیغ و اشاعتِ اسلام سے آپ کی بے اعتنائی کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ آج بلادِ مغربیہ ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں تبلیغ کے میدان پر احمدی حضرات قابض ہیں۔ یورپ اور امریکہ کے علاوہ ان کے مبلغین ان علاقوں اور ان جزیروں میں اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں جن کا نام بھی ہمارے عربی مدارس کے اکثر طلباء نے نہیں سنا ہوگا۔ مثلاً فجی، مارشس، ٹرینیڈاڈ اور سیرالیون، نائیجیریا وغیرہ۔"

(المنبر لائل پور ۱۶ اپریل ۱۹۷۱ء صفحہ ۵)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ مسلمانوں کو دینِ حنیف اسلام کے سمجھنے، اس پر عمل پیرا ہونے اور اس کی اشاعت کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین یا ربّ العالمین +

سیّدنا حضرت مولانا نورالدّین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے الٰہی وعدہ

مغربی افریقہ میں لاکھوں تعلیمیافتہ عیسائی مسلمان ہوں گے

حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قریباً دو ہفتے پیشتر فرمایا کہ:-

" خدا تعالیٰ نے اس بیماری میں مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ پانچ لاکھ عیسائی افریقہ میں مسلمان ہوں گے۔
پھر فرمایا مغربی افریقہ میں تعلیم یافتہ ہوں گے۔"

(مندرجہ اخبار پیغامِ صلح ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۴)

شذرات

(۱) قلمی و لسانی جہاد افضل ترین جہاد ہے

شیعی ماہنامہ المبلغ سرگودھا لکھتا ہے کہ :-

"ایک روایت میں یہ وارد ہوا ہے کہ

اذا کان یوم القیامۃ یوزن مداد العلماء بدماء الشہداء ویترجح مداد العلماء دماء الشہداء ..... اس سے مقصود یہ ہے کہ ہر وہ عالم جس کی روشنائی دینی جہاد کی راہ میں جاری ہو اور اس کا قلم راہِ خدا میں جہاد کرے اس جہاد اور اس روشنائی کا اثر خونِ شہداء سے زیادہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسے خونِ شہداء پر ترجیح دی گئی ہے*

میرے یہ کہنے کا مقصود یہ ہے کہ جہاد کا حکم اسلام میں رفع نہیں ہوا ہے اور علماء کے فرائض میں سے ہے کہ وہ مجاہدہ کریں لیکن جہاد کی کئی قسمیں ہیں ان میں سب سے آگے جہاد علمی، جہاد قلمی اور جہاد لسانی ہیں۔" (رسالہ المبلغ اگست ۱۹۷۱ء ص)

الفرقان۔ یہ اقتباس جہاد علمی، جہاد قلمی اور جہاد لسانی کو بہترین جہاد قرار دینے میں واضح ہے شیعہ صاحبان کا یہی اعتقاد ہے اس پر ان کی پیش کردہ حدیث بھی صاف دلیل ہے

(۲) شیعہ صاحبان اور ان کی تبلیغ کا حال

ماہنامہ المبلغ لکھتا ہے :-

"بیرونی اور غیر اسلامی ملکوں میں اسلام کی تبلیغات کے بارہ میں مسلمانوں کی کوششیں ناکافی ہیں خصوصاً بیرونی ممالک میں شیعوں کی تبلیغی سرگرمیاں تو صفر کے برابر ہیں .... بیرونی دنیا سے احباب کے جتنے خطوط لوگوں کو پہنچتے ہیں وہ شیعوں کی موجودہ تبلیغی مساعی کی غفلت اور سرد مہری کی شکایت پر مشتمل ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ شیعوں کا کوئی دینی مرکز نہیں ہے۔ ان کی کوئی مذہبی پناہ گاہ اور نہ ہی کوئی ملجا و ماویٰ ہے۔ نوبت اس حد تک پہنچی ہے کہ بعض مقامات پر وہ مجبور ہو جاتے ہیں کہ اپنے عقد و طلاق کے مسائل عیسائی پادریوں اور یہودی عالموں کے پاس لے جائیں۔"

(المبلغ سرگودھا اگست ۱۹۷۱ء ص ۴)

الفرقان۔ یہ حالت واقعی نہایت افسوسناک ہے

* ترجمہ: قیامت کے روز علماء کی روشنائی [illegible]

جماعتِ احمدیہ میں خلافتِ راشدہ اور فریقِ لاہور

فریقِ لاہور (جنہیں ان کے خلافتِ ثانیہ کی بیعت نہ کرنے کی وجہ سے محض امتیاز کے لئے غیر مبایعین کہا جاتا ہے) انہیں جماعت احمدیہ میں خلافت کے جاری رہنے پر اختلاف ہے اور جب بھی جماعتِ احمدیہ میں خلافت کے جاری رہنے اور اس کی برکات کا تذکرہ ہوتا ہے وہ چیں بجبیں ہو جاتے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا :-

"تیسری نعمتِ عظمیٰ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت ہم احمدیوں کو حاصل ہے وہ خلافتِ راشدہ کا قیام ہے۔ ... وہ (خلیفہ) اللہ تعالیٰ کے منشاء سے منتخب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو مسندِ خلافت پر بٹھاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصطلاح میں خلافت قدرتِ ثانیہ کی مظہر ہوتی ہے۔"

(الفضل ۲۵ جولائی ۷۱ء)

اس پر مدیر پیغام صلح لاہور لکھتے ہیں کہ :-

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ اصطلاح انہوں نے کہاں سے معلوم کی کہ خلافت قدرتِ ثانیہ کی مظہر ہوتی ہے۔ الوصیت میں قدرتِ ثانیہ کا ذکر بےشک ہے لیکن خلافت کا لفظ تک نہیں۔" (پیغام صلح ۴ اگست ۷۱ء)

جواباً عرض ہے کہ یہ علم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ ذیل الفاظ سے ہوتا ہے حضورؑ نے تحریر فرمایا کہ :-

"دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر

کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا" (الوصیت صفحہ ۷)

کیا کوئی خدا ترس شخص اس عبارت کو پڑھ کر ان نتائج کو اخذ کئے بغیر رہ سکتا ہے کہ:-

(الف) قدرت ثانیہ نبی کی وفات کے بعد معاً ظاہر ہوتی ہے۔

(ب) نبی کی وفات کے بعد اسی طرح قدرت ثانیہ ظاہر ہوتی جس طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ذریعہ ظاہر ہوئی تھی۔

(ج) قدرت ثانیہ کا یہ ظہور آیت استخلاف کے وعدہ کا ایفاء ہے۔

ایسے صریح امور کا انکار محض ضد و تعصب کا نتیجہ ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔

فاضل مدیر پیغام صلح کو اگر وقت الوصیت میں نظام خلافت یا شخصی خلافت کا ذکر نظر نہیں آتا تو سوال تو یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے موقعہ پر ساری جماعت احمدیہ اور صدر انجمن کے سارے ممبروں کی طرف سے یہ اجتماعی اعلان کیا مطلب رکھتا ہے کہ:-

"حضور علیہ السلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود علیہ السلام باجازت حضرت امّ المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور تعداد بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نورالدین سلمہٗ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔" (اخبار الحکم ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء و اخبار بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

فریق لاہور کے خدا ترس دوست غور فرمائیں کہ جماعت احمدیہ کا یہ اجتماعی اعلان برحق ہے جس پر جناب مولوی محمد علی صاحب، جناب خواجہ کمال الدین صاحب وغیرہم کے بھی دستخط تھے یا آج مدیر پیغام صلح کا بیان صحیح ہے؟

پھر یہ امر بھی سوچنے کے قابل ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو الوصیت کے مطابق خلیفہ تسلیم کرنے کے بعد چھ برس تک جملہ اکابر غیر مبایعین آپ کی اطاعت کرتے رہے اور بار بار اعلان کرتے رہے کہ:-

(الف) "حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔" (اخبار بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

(ب) "ساری قوم کے آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ) مطاع ہیں اور سب ممبران مجلس معتمدین آپ کی بیعت میں داخل اور آپ کے فرمانبردار ہیں۔" (اخبار پیغام صلح ۴ دسمبر ۱۹۱۳ء)

(ج) جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے دسمبر ۱۹۱۴ء میں لاہور میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:-

"جب میں نے بیعت ارشاد کی اور یہ بھی کہا کہ میں

آپ (خلیفہ اوّل رضؓ) کا حکم بھی مانونگا اور آنیوالے خلیفوں کا حکم بھی مانونگا"۔ (رسالہ اندرونی اختلاف سلسلہ احمدیہ کے اسباب ص۶۱)

کیا اندریں حالات یہ جائز ہے کہ آج خلافت کا انکار کیا جائے اور یہ کہا جائے کہ الوصیت میں تو خلافت کا ذکر ہی نہیں ہمیں معلوم ہی نہیں کہ خلافت کہاں سے پیدا ہو گئی؟ سیدھی سی بات ہے کہ آپ لوگ یوں کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد چھ سال تک الوصیت کے مطابق حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کو خلیفہ مانتے رہے اور انکی ویسی ہی اطاعت کرتے رہے جیسی حضرت مسیح موعودؑ کی کرتے تھے مگر چھ سال کے بعد ۱۹۱۴ء میں ہمارا عقیدہ بدل گیا ہم نے خلافت کا انکار کر دیا اور خلیفہ اوّل کے بعد خلیفہ دوم کے ماننے سے انکار کر دیا۔ اگر آپ لوگ یہ بات کہیں تو یہ آپ کے موقف سے مطابقت رکھتی ہے ورنہ مدیر پیغام صلح کا موجودہ طریق تکلّم تو سراسر غیر منصفانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں پر تو پوری طرح حجت پوری کر رکھی ہے۔ بھلا بتلائیے کہ جب خود پیغام صلح میں حضرت خلیفہ اوّل کی مرض الموت کی وصیت ان الفاظ میں چھپ چکی ہے کہ :-

"خلیفے اللہ ہی بناتا ہے میرے بعد بھی اللہ ہی بنائیگا" (پیغام صلح ۴ر فروری ۱۹۱۴ء)

تو آپ لوگوں کا آئندہ خلفاء کا انکار اللہ تعالیٰ سے مقابلہ نہیں تو اور کیا ہے؟

مدیر پیغام صلح خلافت کے موضوع سے "صدر انجمن" کے مضمون کو غلط کرنا چاہتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ :-

"انجمن کو اپنا جانشین ٹھہراتے ہیں جس کو انہوں نے خود اپنی زندگی میں قائم کیا"۔ (پیغام صلح ۴ر اگست ۱۹۷۱ء)

ہمیں مسلّم ہے کہ انتظامی امور میں صدر انجمن احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں بھی جانشین تھی اور آپؑ کے بعد آپؑ کے خلفاء کی زندگیوں میں بھی جانشین ہے مگر صدر انجمن کو نہ خلیفہ قرار دیا گیا نہ قدرت ثانیہ ٹھہرایا گیا کیونکہ خلیفہ نبی کے وصال کے بعد ہوتا ہے اور قدرت ثانیہ کا ظہور بھی قدرت اولیٰ کے بعد ہوتا ہے اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بوضاحت تحریر فرما دیا تھا کہ :-

"وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی"۔ (الوصیت ص۹)

پس قدرت ثانیہ اور خلافت کا قیام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدّر تھا اور ایسا ہی ہوا۔ صدر انجمن کو انتظامی امور کی سرانجام دہی کے لئے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں قائم فرمایا جو آج بھی موجود ہے۔ پس انجمن کو خلافت یا قدرت ثانیہ سے خلط کرنا سراسر غلط ہے۔ اسی لطیف نکتہ کو حضرت خلیفہ اوّل رضؓ نے یوں سمجھایا تھا کہ :-

"ان چودہ کے چودہ (اراکین صدر انجمن) کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اسکو اپنا خلیفہ مانو اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا پھر نہ صرف چودہ بلکہ تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا"۔

(اقتباس مندرجہ پیغام صلح ۴ر اگست ۱۹۷۱ء)

بالآخر ہم صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں ع کافی ہے سوچنے کو اگر

تَذْكِرَةُ النَّحْلِ

شہد کا ذکر قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں

(محترم جناب سیّد جواد علی صاحب مبلّغ امریکہ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ
اَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ الْجِبَالِ
بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا
يَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ كُلِىْ مِنْ
كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِىْ
سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ
مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ
اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ (سورۃ النحل ع ۹)

اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف بھی وحی کی ہوئی ہے کہ تم پہاڑوں اور درختوں اور لوگوں کے بنائے ہوئے چھتروں میں اپنے گھر بناؤ۔ پھر جاکر ہر قسم کے پھل کھاؤ اور ان کا رس چوسو اور اپنے رب کے بنائے ہوئے راستوں پر آزادانہ آمد ورفت کرو۔ انہی مکھیوں کے پیٹ سے مختلف رنگ کا شربت نکلتا ہے جس میں لوگوں کے لئے تندرستی اور شفاء ہے۔ اور جو لوگ غور وفکر کرتے ہیں اُن کے لئے اس میں یقیناً بہت بڑا نشان ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شہد کی صنعت اور اس کے چھتے کے نظام کا ذکر فرمایا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک کمزور اور حقیر مخلوق کو ایسا زبردست نظام قائم کرنے کی تلقین فرمائی۔ کس طرح تمام مکھیاں ایک ہی ملکہ کے حکم کی مطیع و فرمانبردار ہوتی ہیں اور کس طرح انہوں نے آپس میں تقسیم عمل کیا ہے۔ چنانچہ ملکہ انڈے دینے کے لئے مخصوص ہے۔ تین ہفتوں میں وہ چھ ہزار سے بارہ ہزار تک انڈے دیتی ہے۔ بعض مکھیوں کی حیثیت عُمّال کی ہے (یہ وہ مکھیاں ہیں جن میں نر و مادہ کی تمیز نہیں) پورے چھتے میں بیس ہزار سے تیس ہزار تک عمّال ہوتے ہیں۔ انہی میں سے بعض دربان کی ڈیوٹی انجام دیتے ہیں۔ اپنے چھتے کی مکھیوں کے سوا دوسروں کو آنے نہیں دیتے۔ بعض کی ڈیوٹی یہ ہے کہ وہ انڈوں کی غور پرداخت کریں یا چھوٹے بچوں

کی تربیت کریں یا چھتے کی تعمیر اور مرمّت کا کام انجام
دیں۔ بعض ان میں سے موم کے لئے مادہ جمع کرتی ہیں
اور بعض پھولوں کے رس چوستی ہیں جو اُن کے پیٹ
میں شہد کی صورت میں تبدیل ہو جاتا ہے جسے وہ چھتے
میں پہنچ کر اُگل دیتی ہیں۔ یہی شہد اُن کے بچوں کی
غذا ہے۔ اور یہی شہد ہے جسے اللہ تعالیٰ نے
شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ کہا ہے۔ شہد کی مکھیوں کا ہر ایک
جماعت جس کام کے لئے مقرر ہے اس کو نہایت
تندہی سے انجام دیتا ہے۔ ان سب کو ملکہ کی طرف
سے احکام ملتے ہیں اور وہ ان احکام کی پابندی
میں اپنی جان اور جسم کو بھی قربان کر دیتی ہیں۔ ملکہ
کی طبیعت حد درجہ کی صفائی پسند اور نفاست پسند
ہے۔ اس کی رعایا میں سے اگر کوئی نجاست پر بیٹھ
جائے تو اُسے فوراً قتل کر دیا جاتا ہے۔ اس کے
حاملہ ہونے کی صورت یہ ہے کہ جب اس کے حمل کا
زمانہ آتا ہے تو وہ چھتے سے نکل کر ہوا میں پرواز
کرتی ہے اور کسی دوسرے چھتے کی نر مکھی کو اپنا شوہر
بناتی ہے۔ اگرچہ خود اُس کے اپنے چھتے میں سینکڑوں
نر موجود ہوتے ہیں لیکن اُن کی ملکہ ہونے کی وجہ سے
اُن میں سے کسی کو اپنا شوہر بنا لینا وہ اپنی شان
ملوکیت کے خلاف سمجھتی ہے۔ جو نر مکھیاں چھتے میں
ہوتی ہیں اُن کو ملکہ کے حاملہ ہونے کے بعد بے کاری
کی وجہ سے قتل کر دیا جاتا ہے تا کہ وہ بے ضرورت
جگہ کی تنگی کا باعث نہ بنیں اور شہد کی بربادی کا
موجب ثابت نہ ہوں۔

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ شہد
کی مکھی شہد کی تیاری میں کس درجہ نفاست کا خیال
رکھتی ہے اور پھر کس طرح اس کی حفاظت کرتی ہے۔
اسی طرح شہد کی مکھی کے چھتے کی بناوٹ پر غور کرتے
ہیں تو اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح یہ چھتہ
شہد کو محفوظ رکھتا ہے۔ چنانچہ چھتے کے مسدّس
خانوں کی بناوٹ پر غور کریں تو اندازہ ہوتا ہے کہ
کس طرح ایک کمزور اور حقیر مکھی اوزار و آلات
کو استعمال کئے بغیر یہ خانے بنا لیتی ہے۔ پھر ان
خانوں کو مسدّس شکل میں بنانے میں بھی حکمت ہے اور
وہ یہ کہ تمام اشکال میں گول شکل میں سمائی کے لحاظ
سے بہت زیادہ گنجائش رہتی ہے۔ پھر شہد کی
مکھیوں کی اپنی شکل بھی گول گول لمبوتری سی ہے۔
اسلئے اگر وہ اپنے چھتے کے خانے مربّع شکل کے
بنائیں تو اُن کے کونے فضول طور پر خالی رہتے۔
اور اگر گول خانے ہوتے تو اس میں یہ خرابی ہوتی کہ
ان خانوں کے درمیان فضول جگہ خالی رہتی۔ مسدّس
شکل میں یہ خوبی ہے کہ وہ شہد کی مکھیوں کے جسم
کے موافق ہے اور خانے آپس میں اس طرح پیوستہ
ہوتے ہیں کہ کوئی جگہ خالی باقی نہیں رہتی۔ یہ خانے
لاتعداد ہوتے ہیں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اگر چھتے
کی پیمائش لمبائی میں ۲۴ انچ اور چوڑائی میں ۲۰ انچ
ہو تو اُس چھتہ میں تقریباً پچاس ہزار خانے ہوتے
ہیں۔ الغرض ان حقیر سی مکھیوں کے چھتے کا نظام
ایک مضبوط حسابی اصول اور میزانِ عدل پر قائم ہونے

کے لحاظ سے چھوٹے پیمانے پر زمین و آسمان کے نظام کا نمونہ اور مثال ہے جسے ایک ماہر انجینئر بھی تیار نہیں کر سکتا۔ اس مکھی میں اتنی سمجھ کہاں سے آئی کہ وہ اِن خانوں کو نہایت باریک جھلی سے ڈھانپ دے تاکہ چاروں طرف سے شہد کو موم گھیرے رہے۔ اس طرح نہ ہوا شہد کو خشک کر سکتی ہے اور نہ چوہا وغیرہ چھتہ سے شہد چوری کر سکتا ہے اس کی مثال ایک سربستہ مٹکے کی سی ہوتی ہے جس میں شہد ہر طرح سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ سب کام وہ خدا تعالیٰ کی وحی کے مطابق کرتی ہے۔ گویا شہد کا بنانا اور اُس کا بحفاظت چھتے میں رکھنا یہ سب کام وحیٔ الٰہی کے تحت ہوتا ہے اور جو مشروب اِس اہتمام سے تیار ہو اس کے شِفَآءٌ لِّلنَّاس ہونے میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ ماہرین نے تحقیقات کے بعد یہ پتہ لگایا ہے کہ چند قطرے شہد تیار کرنے کی خاطر مکھیوں کو دو ہزار پھولوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اِس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس قدر شہد جو مکھیاں ہم تک پہنچاتی ہیں اس کے لئے انہیں کس قدر پھولوں پر گشت کرنی پڑتی ہوگی۔

مکھیاں جو شہد پھولوں سے لا کر جمع کرتی ہیں پہلے وہ شہد پختہ نہیں ہوتا بلکہ خام شہد کہلاتا ہے اس خام شہد کو مکھیاں گرمی پہنچا کر کئی بار پکاتی ہیں۔ جب وہ خوب پختہ ہو جاتا ہے تو تب قابلِ استعمال شہد ہوتا ہے۔

شہد غذا بھی ہے اور دوا بھی۔ ہر دو طریق سے اسے استعمال کیا جاتا ہے اور دونوں لحاظ سے یہ ایک مفید شے ہے۔ شہد مقوی دماغ بہترین خوراک ہے۔ بوڑھے اور کمزور مریضوں کے لئے نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ جو لوگ ورزش کرنے کے عادی ہیں اُن کو شہد کا استعمال ضرور کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ خون میں بہترین حرارت پیدا کرتا ہے اور مصفّی خون بھی ہے۔ نوجوانوں اور بوڑھوں دونوں کو خوراک میں اِسے شامل کرنا چاہیئے۔

فی زمانہ چیزوں میں ملاوٹ کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے اور لوگ شہد میں بھی ملاوٹ کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے خالص اور مصفّٰی شہد کے حصول میں دشواریاں پیدا ہو چکی ہیں اِس قسم کا کاروبار کرنے والے چینی سے مصنوعی شہد تیار کر کے اس کے اندر چھتے کا ٹکڑا رکھ کر گھومتے پھرتے ہیں اور ناواقفوں کو بے وقوف بنا کر اُن سے پیسے ہتھیا لیتے ہیں۔ اس لئے شہد کی پہچان کے طریق سے بھی واقف ہونا ضروری ہے۔

خالص شہد کی پہچان تجربہ کار لوگ تو خوشبو اور رنگ سے ہی کر لیتے ہیں کہ یہ خالص ہے یا ناخالص۔ لیکن شہد کی پہچان کے لئے دو بہترین طریقے ہیں جن سے ہر واقف اور ناواقف شہد کے خالص اور ناخالص ہونے کا اندازہ کر لیتا ہے۔

پہلا طریق تو یہ ہے کہ ایک گلاس پانی کے اندر شہد کے دو تین قطرے ڈال دیں اگر یہ قطرے تیر کی طرح سیدھے پانی کی تہہ میں چلے جائیں اور

راستہ میں خلط ملط نہ ہوں تو یہ خالص شہد کی علامت ہے لیکن اگر پانی کے اندر ڈالتے ہی شہد کے قطرے پانی میں خلط ملط ہونا شروع ہو جائیں تو اس سے سمجھ لیں کہ یہ شہد مصنوعی ہے۔

دوسرا طریق یہ ہے کہ ایک پیالے میں میتھیلیٹڈ سپرٹ ڈالیں۔ پھر تھوڑا سا شہد سپرٹ والے پیالے میں ڈال دیں۔ اگر شہد اس سپرٹ کے اندر حل ہو جائے تو خالص ہوگا اور اگر حل نہیں ہوتا تو یہ شہد ہرگز خالص نہیں ہوگا۔

شہد کی مکھی اور پودوں کے درمیان ایک قدرتی میلان ہے۔ مکھیوں کو پودوں کی ضرورت رہتی ہے اور پودوں کو مکھیوں کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان پودوں اور سبزیوں کے پھول دو قسم کے جنسیاتی حصے رکھتے ہیں۔ ایک زرگل ہوتا ہے جو نر ہے اور دوسرا حصہ از قسم مادہ ہوتا ہے جن دونوں کے ملاپ کے بغیر پودوں کی افزائش نسل نہیں ہو سکتی۔ بعض پھولوں میں تو یہ دونوں مادے قریب قریب ہوتے ہیں اور بعض میں نہیں ہوتے۔ ان پھولوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی اور سے زرگل حاصل کریں۔ ایسے پھولوں کی اس خواہش کو پانی یا ہوا یا کیڑے مکوڑے پورا کرتے ہیں یعنی زرگل ایک پھول سے دوسرے پھول تک جا پہنچتا ہے۔ اس عمل کا ایک بڑا حصہ شہد کی مکھیوں کے ذریعے انجام پاتا ہے چنانچہ اکثر درختوں اور پودوں کے خوشنما اور خوبصورت پھولوں کی تیز خوشبو کی کشش اور راہنمائی سے مکھیاں اُن پودوں تک پہنچ جاتی ہیں اور ان پھولوں کا میٹھا میٹھا رس اُن کے شہد کا مواد ہے جس کی طلب میں وہ دُور دراز کا سفر اختیار کرتی ہیں۔ ان پھولوں کو دیکھ کر وہ بے اختیار اُن کی طرف کھنچی آتی ہیں اور جب ان کا رس چُوس کر اُڑنے لگتی ہیں تو اُس پھول کا رقیق غبار یعنی مادۂ تولید اُن کے ننھے ننھے پاؤں کے ساتھ چمٹ جاتا ہے اور جب یہ مکھیاں اسی قسم کے دوسرے پھول پر جا کر بیٹھتی ہیں تو وہ غبار یعنی مادۂ تولید اُن کے پاؤں سے جھڑ کر دوسرے پھول کے غبار سے مل جاتا ہے اور اس طرح پودوں کی افزائش کا عمل انجام پاتا ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ شہد کی مکھیوں کی پھول پھول اُڑان زرعی نقطۂ نگاہ سے بھی بے حد مفید ہے۔

شہد کی مکھیاں جن جن پھولوں اور پودوں اور سبزیات پر بیٹھتی ہیں اُن سے خود تو وہ فائدہ حاصل کرتی ہیں اس کے علاوہ اُن سبزیات کو بھی بہت بڑا فائدہ پہنچتا ہے۔ چنانچہ شہد کی مکھی جب رس لینے کے لئے مختلف پھولوں پر جاتی ہے تو اس سے فصلوں کو بھی بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ چنانچہ سرسوں، رائی، توریا، گوبھی، مالٹا، سنگترہ کی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔

شہد میں مندرجہ ذیل اجزا شامل ہوتے ہیں۔ پانی، سکروس، ڈیکسٹروس، گلوکوز، ڈیکسٹرائن اور گیمز۔ ان کے علاوہ فولاد، کیلشیم، فاسفورس اور میگنیشیم وغیرہ بھی پائے جاتے ہیں۔ ڈیکسٹروس وہ

کھانڈ ہے جو خون سے تیار ہوتی ہے۔ اس سے خون طاقت پکڑتا ہے۔ ڈیکسٹروس درحقیقت انگور کی کھانڈ کو کہتے ہیں اور گلوکوز پھلوں کی کھانڈ کو کہتے ہیں۔ گلوکوز ایک بہتر خوراک ہے جو بہت طاقت دیتی ہے۔ اسے کئی طریقوں سے حل کر کے ڈیکسٹروس بنا لیا جاتا ہے۔ جب شہد استعمال کیا جاتا ہے تو یہ سب طاقتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ سنگترہ، لیموں اور دیگر پھل سب ایسڈ ہیں اور شہد بھی ایک ایسڈ ہے۔

خدا تعالیٰ کے انبیاء درحقیقت دنیا میں بیمار دلوں کے روحانی طبیب بن کر آتے ہیں مگر کبھی کبھی ارواح و قلوب کے معالج ہیں اُن کو جسمانی امراض و عوارض کا علاج بھی کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس قسم کے معجزات کا وافر حصہ ملا تھا۔ چنانچہ کتب حدیث میں بہت سی ایسی احادیث بھی ملتی ہیں جو طبّ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھتی ہیں لیکن اس وقت میں صرف شہد کے متعلق چند ایک احادیث کا تذکرہ کروں گا جن سے اندازہ ہو گا کہ حضورؐ اس مبارک مشروب کو کس قدر اہمیت دیتے تھے۔

اس سلسلہ میں ایک حدیث تو تقریباً ہر حدیث کی کتاب میں بیان ہوئی ہے کہ حضورؐ کو شہد بہت پسند تھا۔ ایک حدیث میں حضورؐ نے فرمایا ہے:-

عَلَيْكُمْ بِالشِّفَائَيْنِ: اَلْعَسَلِ وَالْقُرْاٰنِ۔

یعنی اپنے اُوپر دو شفاؤں کو لازم کر لو۔ ایک شفاء تو قرآن کریم ہے اور دوسری شفاء شہد ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں حضورؐ نے فرمایا ہے کہ:-

جو شخص شہد کو اس وجہ سے استعمال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب قرآن مجید میں اس کی تعریف بیان فرمائی ہے تو ایسا شخص ستّر بیماریوں سے شفاء پائے گا۔

یہاں ستّر سے مراد اکثر امراض ہے۔

اسی طرح حضورؐ فرماتے ہیں:-

مَنْ اَرَادَ الْحِفْظَ فَلْيَاْكُلِ الْعَسَلَ۔

کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اُس کا حافظہ قوی ہو وہ شہد کا استعمال کرے۔

پھر فرمایا:-

شہد کیا ہی مشروب ہے جو قلب کی حفاظت کرتا ہے اور سینے کی برودت کو کھولتا ہے۔

بخاری میں ایک روایت ہے کہ:-

ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

اَخِیْ يَشْتَكِیْ بَطْنَهٗ، فَقَالَ: اِسْقِهٖ عَسَلًا۔ ثُمَّ اَتَى الثَّانِيَةَ فَقَالَ: اِسْقِهٖ عَسَلًا

ثُمَّ اَتَاہُ فَقَالَ : فَعَلْتُ۔
فَقَالَ : صَدَقَ اللّٰہُ وَكَذَبَ
بَطْنُ اَخِيْكَ اِسْقِهِ عَسَلًا
فَسَقَاہُ فَبَرَأَ۔

یارسول اللہ! میرا بھائی پیٹ کے مرض میں مبتلا ہے یعنی اُسے اسہال کی تکلیف ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اسکو شہد پلاؤ۔ وہ پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پھر عرض کی تو آپؐ نے پھر فرمایا کہ جاؤ اور اُسے شہد پلاؤ۔ وہ شخص تیسری مرتبہ پھر آیا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ! مَیں نے اُسے شہد استعمال کرایا ہے لیکن اُسے افاقہ نہیں ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا کلام سچا اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ جاؤ اور اُسے شہد پلاؤ۔ اللہ تعالیٰ اُسے ضرور شفاء دے گا۔ چنانچہ اُس نے پھر شہد پلایا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنے فضل سے شفاء عطا فرمائی۔

درحقیقت شہد کو دنیا کی قدیم ترین غذاء اور بیماریوں کے قدیم ترین علاج کا درجہ حاصل ہے۔ انسان کو ہزاروں سال پہلے اس کے معالجاتی فوائد کا اچھی طرح علم تھا۔ چنانچہ قدیم مصر کے تصویری خطوط تک میں شہد کے فوائد کا تذکرہ موجود ہے۔ قدیم یونان کی دیومالا میں دیوتاؤں کی جس غذا کا ذکر ہے وہ بھی شہد ہی سے تیار کی جاتی تھی۔ دُنیا کی قدیم رزمیہ نظموں اور لوک کہانیوں کے سورماؤں کو جنگ میں جو زخم آتے تھے اُن کا علاج پُرانے شہد سے کیا جاتا تھا۔

جیساکہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ شہد ایک عجیب و غریب اور صاف وشفاف رس ہے جسے شہد کی ہزاروں مکھیاں لاکھوں پھولوں اور پودوں سے تیار کرتی ہیں اور ان میں بے شمار جڑی بوٹیوں کا اثر بھی شامل ہوتا ہے۔ مکھیاں یہ مشروب اس طرح تیار کرتی ہیں کہ انسان کی بنائی ہوئی کوئی تجربہ گاہ اس کی نقل نہیں کر سکتی۔ روس میں سائنس دانوں نے انسانی اعضاء پر شہد کے اثرات کا جامع مطالعہ کیا ہے اور اس سے بہت سے امراض کا علاج دریافت کیا ہے۔

شہد ہزاروں سال تک خراب نہیں ہوتا۔ چنانچہ ۱۹۲۳ء میں اہرام مصر سے شہد سے بھرا ہوا ایک برتن ملا جو تقریباً تین ہزار تین سو سال سے رکھا ہوا تھا اور بالکل ٹھیک تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شہد میں بہت سے جراثیم کُش اجزاء موجود ہوتے ہیں۔ جراثیم مارنے کے علاوہ شہد میں پھپھوندی کو ختم کرنے کی صلاحیت بھی ہوتی ہے اسلئے پھوڑے یا آگ سے جلنے والے زخموں کا علاج زمانہ قدیم میں شہد سے ہی کیا جاتا تھا۔

روس کے ایک ہسپتال میں ٹی۔بی کے مریضوں کا علاج شہد سے کیا گیا۔ ہر مریض کو مہینے بھر تک سَو سے ڈیڑھ سَو گرام تک روزانہ شہد دیا جاتا تھا۔ ان

مریضوں کا وزن بڑھ گیا، کھانسی کم ہوگئی، طبیعت بحال ہوگئی اور خون کا ترکیبی نظام بہتر ہوگیا۔ خون کے ترکیبی تناسب پر شہد خاص طور پر مفید اثر ڈالتا ہے اور خون کے ذرّات کے رنگین مادوں میں اضافہ کرتا ہے۔ معدے کے زخم کا شہد سے علاج کیا جا رہا ہے۔ شہد تیزابیت کو بھی کم کرتا ہے جو معدے کے زخم کی خصوصیّت ہے۔ یہ ایک مفید غذا بھی ہے۔ ماسکو کے محکمۂ خوراک کے ادارے نے ایک خاص چارٹ مرتّب کیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ معدے کے زخم کے مریضوں کو چھ سو گرام شہد روزانہ دیا گیا جس سے درد، متلی اور معدہ کی جلن فوراً دُور ہوگئی۔

اِسی طرح شہد کا استعمال قوّتِ ہاضمہ کو طاقت دیتا ہے اور اس کے استعمال سے ہاضمہ کی نالیوں کو نقصان نہیں پہنچتا۔

جن بچّوں کی خوراک میں چینی کا حصّہ بہت زیادہ ہوتا ہے وہ بعض اوقات رات کو بہت بے چینی محسوس کرتے ہیں۔ اس بے چینی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اُن کی خوراک میں خون پیدا کرنے والے اجزاء کی کمی ہوجاتی ہے چنانچہ اس کمی کو دُور کرنے کے لئے شہد کا استعمال بے حد مفید ثابت ہوُا ہے۔ شہد کو نیم گرم پانی میں حل کرکے استعمال کیا جائے تو اس سے یہ تکلیف دُور ہوجاتی ہے۔ اِسی طرح خون کے دباؤ کے مریضوں کے لئے بھی شہد ایک نعمتِ عظمیٰ ہے۔

آنکھ کی امراض میں بھی اس کا استعمال عام ہے جس سے آنکھ کی بہت سی تکالیف سے خدا تعالیٰ کے فضل سے شفاء ہوجاتی ہے۔ اِس سلسلہ میں سائنسدانوں نے شہد کی مکھی کے ذریعہ علاج کرکے بعض مریضوں کی بینائی بحال کی ہے۔ چنانچہ اِس سلسلہ میں ۱۹۵۶ء میں اخبارات میں یہ ذکر آیا کہ انگلستان کا ایک شخص جو باون سال سے بینائی سے بالکل محروم تھا اور ڈاکٹروں نے اُس کی آنکھوں کا معائنہ کرنے کے بعد صاف الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ اِن آنکھوں میں روشنی اور بینائی کی ایک کرن بھی نہیں آسکتی اور یہ کہ اب کسی بھی علاج سے اس کی آنکھیں دوبارہ دیکھنے کے قابل نہیں ہوسکتیں۔ ڈاکٹروں کے اِس فیصلے کے باوجود یہ شخص مایوس نہ ہوُا اور اُس نے آنکھوں کا علاج کرنے والی ایک خاتون کی طرف رجوع کیا۔ یہ خاتون ڈاکٹر شہد کے ٹیکے کے ذریعے آنکھوں کا علاج کرتی تھی۔ اس خاتون نے اس آدمی کی آنکھوں کا معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ وہ سمجھتی ہے کہ وہ اس کی بینائی واپس لاسکے گی۔ اُس نے علاج شروع کیا۔ پہلے روز دو مرتبہ شہد کا ٹیکہ لگایا۔ اگلے روز چار مرتبہ اور پھر چھ چھ مرتبہ۔ چار دن کے علاج کے بعد وہ مریض دیکھنے کے قابل ہوگیا۔ (الفضل ۱۴ر فروری ۱۹۵۶ء)

اِسی طرح آنکھ میں سفید پھولے کے آجانے سے بھی نظر کو جو نقصان پہنچ سکتا ہے اس کا علاج بھی شہد سے کیا گیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ اگر ایک ماہ تک پھولے والی آنکھ میں شہد ڈالا جائے تو اس سے اِس بیماری میں نمایاں فرق پڑ جاتا ہے۔

بہت زیادہ گوشت کھانے سے خون میں ایک

قسم کا ایسڈ پیدا ہو جاتا ہے۔ نوجوانی کے وقت میں جبکہ آدمی بڑی مشغول اور محنت والی زندگی گزارتا ہے تو اندر جو زہر پیدا ہو جاتے ہیں وہ اس محنت شاقہ سے تحلیل ہو کر جسم سے باہر نکلتے رہتے ہیں لیکن جب آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے تو پھر اتنی محنت نہیں کر سکتا اور زہریلے مادے اندر ہی رہتے ہیں جو کئی ایک بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔ ڈاکٹروں نے مشورہ دیا ہے کہ اس عمر میں بجائے زیادہ گوشت کھانے کے شہد کے استعمال کو بڑھایا جائے۔ شہد میں ایسڈ کو دُور کرنے کی قوّت ہے۔ گوشت کم کھانے سے ایسڈ کم پیدا ہوگا اور جو ہوگا اُس کو شہد دُور کرتا رہے گا۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ بڑھاپے میں ایسڈیٹی (Acidity) کی تکلیف کو کم کیا جا سکتا ہے بلکہ زندگی لمبی ہو سکتی ہے اور آدمی آرام سے وقت گزار سکتا ہے۔

اگر لوگ زیادہ شہد کا استعمال کریں تو معدے کی رطوبت اور ریحوا اور انتڑیوں کے السر سے چھٹکارا حاصل ہو جائے گا۔ ڈاکٹروں نے انتڑیوں کے السر کا بغیر اپریشن کے شہد سے ہی علاج کیا ہے۔

شہد دردِ نقرس کے لئے بھی بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ ڈاکٹر ہیٹرمین آف کیل (جرمنی) نے ایک میڈیکل جرنل میں لکھا ہے کہ شہد کے ٹیکے کے ذریعے اس درد میں کافی افاقہ ہوتا ہے۔ اس درد سے جو زہریلا مادہ پیدا ہوتا ہے یا جو ایسڈیٹی پیدا ہوتی ہے اس کو شہد دُور کر دیتا ہے اور درد کو کافی آرام دیتا ہے۔ یہ ایک پُرانی روایت ہے کہ شہد کی پلٹس (Poultice) بنا کر اگر دردِ نقرس والی جگہ پر رکھی جائے تو گھنٹے دو گھنٹے میں اس سے درد کو آرام آجاتا ہے۔

جسم میں طاقت اور حرارت پیدا کرنے کے لئے اور عمر لمبی کرنے کے لئے بھی شہد بہت مفید پایا گیا ہے۔ ڈاکٹر تھامس ایس گارڈنر آف نیوجرسی (امریکہ) جو کہ عمر کو لمبا کرنے کے لئے مختلف چیزوں پر تجربات کر رہے ہیں اُن کا بیان ہے کہ قدرت نے جو خوراک انسان کے لئے مہیا کی ہے اس میں علاوہ پھلوں اور سبزیوں کے سب سے زیادہ مفید اور کارآمد چیز رائل جیلی (Royal Jelly) ہے جو شہد کی مکھیوں کے چھتے سے تیار کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر جے۔ بی۔ ایس نے بڑھاپے کے باوجود بڑی لمبی مگر آرام دہ اور طاقتور زندگی گزاری۔ یہ ڈاکٹر و یجی ٹیرین (Vegetaraian) تھے اور گوشت وغیرہ کا استعمال نہیں کرتے تھے۔ مگر شہد کے استعمال نے اُن کی زندگی کو لمبا کرنے، طاقت مہیا کرنے اور بڑھاپے کو آرام سے گزارنے میں بڑی مدد دی۔

موٹاپے کو دُور کرنے اور وزن کو کم کرنے کے لئے بھی شہد کا استعمال مفید ثابت ہوتا ہے۔ مختلف قسم کی کھانڈیں موٹاپے کے اجزاء کو جلا کر طاقت پیدا کرتی ہیں۔ شہد ان سب کھانڈوں سے زیادہ مؤثر ہے۔ یہ دوسری کھانڈوں کی نسبت بہت جلد موٹاپے کے اجزاء کو تحلیل کر دیتا ہے۔ طاقت کو بحال کرتا ہے اور جسم کو پتلا رکھتا ہے۔ (باقی صفحہ ۲۵ پر)

گلہائے رنگا رنگ

حاصلِ مُطالعہ

(مکرم جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

پاکستان کا شاندار مستقبل

خدائے عزّوجلّ عزّ اسمہٗ و جلّ شانہٗ نے اپنے محبوب بندہ محمود سیدنا المصلح الموعودؓ کو پاکستان کے شاندار مستقبل کی نسبت سنہ ۱۹۴۹ء میں ایک عجیب نظارہ عالمِ رؤیا میں دکھایا تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"میں نے رؤیا میں دیکھا کہ پاکستان کی حکومت نے ایک اعلان شائع کیا ہے ..... میں اس وقت سمجھتا ہوں کہ یو این او میں یا برطانوی یا امریکی حلقوں میں چین کے متعلق (روس کے بڑھتے ہوئے اثر کو روکنے کے لئے) کوئی خدمت ہندوستان کے سپرد کرنے کا فیصلہ ہوا تھا اور اس خدمت کے نتیجہ میں ہندوستان کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہو جاتی تھی اور پاکستان کی حیثیت گر جانے والی تھی لیکن چوہدری (ظفر اللہ خاں۔ ناقل) صاحب نے معاملہ کی اہمیت کو بھانپ کر یو این او یا امریکن اور برطانوی حکومتوں پر ...... واضح کیا کہ پاکستان اس خدمت میں بہت بڑا حصہ لے سکتا ہے اور یہ کہ کم سے کم ایک حصہ خدمت کا ایسا ہے جسے صرف پاکستان ہی بجا لا سکتا ہے اور ایسے زور سے اس معاملہ کو پیش کیا اور اتنے زبردست دلائل دیئے کہ حکومتوں کو اُن کے دعویٰ کی صداقت تسلیم کرنی پڑی اور بجائے اس کے کہ وہ خدمت کلی طور پر ہندوستان کے سپرد کی جاتی اس کا ایک حصہ پاکستان کے بھی سپرد کیا گیا جسے کامیاب طور پر پورا کرنے کی صورت میں پاکستان بہت بڑی اہمیت حاصل کرے گا اور دُنیا کی سیاست میں صفِ اوّل پر آجائیگا۔"

(الفضل ۲۵ر جنوری سنہ ۱۹۵۰ء صفحہ ۴)

(ایضاً المبشرات صفحہ ۲۹۴-۲۹۵)

ظہورِ مسیح موعودؑ و مہدی معہودؑ کی ایک فیصلہ کن علامت

قرآن مجید میں لکھا ہے کہ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا (بنی اسرائیل [illegible])

یعنی جب دوسری بار (عذاب کا) وعدہ (پورا ہونے کا وقت) آئے گا تو ہم تم (سب یہود) کو جمع کر کے (فلسطین میں) لے آئیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "ترجمان القرآن" کے نام سے بھی سرفراز فرمایا اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ وعدہ آخرہ سے مراد مسیح موعود کا ظہور ہے ("وعد الاٰخرۃ عیسٰی بن مریم" درمنثور جلد ۴ صفحہ ۱۳۶)

صیہونی حکومت سے متعلق اس حیرت انگیز قرآنی پیشگوئی کا ہو بہو پورا ہو جانا ثابت ہے کہ اُمتِ مسلمہ کا وہ موعود مسیح یقیناً ظاہر ہو چکا ہے جس کے ساتھ ادیانِ باطلہ پر اسلام کا عالمگیر غلبہ و اقتدار حجت و برہان کی رو سے مقدر اور وابستہ کیا گیا تھا۔

حضرت ابو ذرؓ کی ایک الہامی دعا

الحکیم الترمذی نے نوادر الاصول میں لکھا ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ مقدس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور بتایا کہ ابو ذرؓ کو ایک ایسی دعا یاد ہے جس سے وہ آسمان پر خاص عارفانِ حق کے زمرہ میں شامل ہیں اور جس پر فرشتے بھی تعجب کرتے ہیں۔ نیز کہا کہ جو شخص بھی آپ کی اُمت میں سے یہ دعا پڑھے گا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے اس کے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے خواہ وہ سمندر کی جھاگ اور زمین کے ذرات سے بھی زیادہ ہوں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کے بارے میں حضرت ابو ذرؓ سے جو مجلس میں موجود تھے دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ ایک دعا میرے رب نے مجھے الہاماً سکھائی ہے جسے میں دن میں دو بار قبلہ رخ ہو کر (تسبیح و تہلیل اور حمد و تکبیر کے بعد) پڑھتا ہوں اور جو یہ ہے:۔

اللّٰھم انی اسألک ایماناً دائماً
واسألک قلباً خاشعاً واسألک
علماً نافعاً واسألک یقیناً
صادقاً واسألک دیناً قیماً و
اسألک العافیۃ من کل بلیۃ
واسألک تمام العافیۃ و
اسألک الشکر علی العافیۃ و
اسألک الغنی عن الناس۔
(کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۳۰۴)

یعنی اے اللہ! میں تجھ سے دائمی ایمان، خشیت سے لبریز دل، نفع بخش علم، سچا یقین، پختہ دین، ہر مصیبت سے بچاؤ اور کامل عافیت چاہتا ہوں اور اس عافیت پر تیرے حضور شکر بجا لانے اور لوگوں سے بے نیاز ہونے کی توفیق بھی طلب کرتا ہوں۔

اسلام کے تین دائرے

ہمارے سید و مولیٰ حضرت خاتم الانبیاء

صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:۔

"الاسلام ثلاثۃ ابیات سُفلی وعُلیا وغرفۃ۔ فامّا السفلیٰ فالاسلام دخل فیہا عامۃ المسلمین فلا تسأل احداً منہم اِلّا قال أنا مُسلِمٌ واَمّا العُلیا فتفاضل اعمالہم بعض المسلمین افضل من بعض واَمّا الغرفۃ العُلیا فالجہاد فی سبیل اللہ لا ینالہا اِلّا افضلہم"۔ (طبرانی عن فضالہ بن عبید بحوالہ کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۵۹)

فرمایا۔ اسلام کے تین گھر ہیں۔ ایک سب سے نچلے درجہ کا دوسرا اونچے درجہ کا تیسرا بالاخانہ۔ جہاں تک سب سے نچلے درجہ کا تعلق ہے اس سے مراد وہ اسلام ہے جس میں عام مسلمان داخل ہیں پس جس سے بھی پوچھا جاتا ہے تو وہ یہی کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ اونچے درجہ کا اسلام مسلمانوں کے اعمال میں کمی بیشی سے عبارت ہے جس کے نتیجہ میں بعض مسلمان دوسروں پر فضیلت لئے ہوئے ہیں اور اسلام کے بلند بالاخانہ سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہے جس کو صرف وہی حاصل کرتا ہے جو مسلمانوں میں افضل و اعلیٰ شان کے حامل ہوں۔

عیسائی فرقہ باسلیدیہ کا گمراہ کن عقیدہ

"صدق جدید" کے مدیر شہیر مولانا عبد الماجد دریابادی آیت وَلٰکِن شُبِّہَ لَہُمْ کی تفسیر میں رقم فرماتے ہیں:۔

"وَلٰکِن شُبِّہَ لَہُمْ بلکہ اُن پر شبہ ڈال دیا گیا یا وہ دھوکے میں ڈال دیئے گئے یا حقیقت اُن پر مشتبہ ہوگئی۔۔۔۔۔ کانّہٗ قیل وقع علیہ الشبہ (مدارک) التبس علیہم الامر (بیضاوی) یا یوں کہا جائے کہ شبہ اُنہیں مقتول سے متعلق ہوا اور وہ دھوکے میں پڑ گئے۔ شُبّہ لہم المقتول والمصلوب (جلالین)۔ بہرحال اس پر ہمارے مفسّرین کا اتفاق ہے کہ یہود کو دھوکہ ہوا اور وہ حضرت مسیح کے دھوکے میں کسی اور کو سُولی پر چڑھا گئے لیکن یہ شخص کون تھا اور دھوکے کی صورت کیا ہوئی؟ اس کا تصریحی جواب نہ قرآن میں ہے نہ کسی حدیث میں۔ اب سوا اس کے چارہ نہیں رہتا کہ تاریخ کی روشنی میں واقعہ کے جزئیات کو ایک ایک کرکے لایا جائے"۔

اس اعتراف حقیقت کے بعد مولانا فرماتے ہیں:۔

"یہ عقیدہ نو ایجاد نہیں خود مسیحیوں ہی کا ایک قدیم ترین فرقہ باسلیدیہ کے نام سے گزرا ہے (بانی فرقہ کا سال وفات ۱۴۰ء) وہ اسی عقیدہ کا قائل تھا اور کھلم کھلا کہتا تھا کہ مصلوب حضرت

مسیح نہیں ہوئے بلکہ شمعون کرینی ہوا ہے۔" (تفسیر ماجدی جلد دوم بحوالہ المنبر ۱۴۔۲۱ شوال ۱۳۸۹ھ صفحہ ۲۳۔۲۵)

صاف کھل گیا کہ حضرت مسیح کی شبیہ کے شمعون کرینی پر ڈالے جانے کا نظریہ عیسائیوں کے فرقہ باسیلیدیہ (BASILIDES) کے بانی سے مستعار لیا گیا ہے جس کی وفات واقعہ صلیب کے قریباً ڈیڑھ سو برس بعد ہوئی۔ یا للعجب !!

انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس جلد ۲ (صفحہ ۴۲۶ تا ۴۳۲) میں اس فرقہ ضالہ کے حالات وعقائد پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے۔

بیشمار کُرّے آسمانِ دُنیا کے نیچے معلّق ہیں

جناب مولانا محمد یوسف بنوری فاضل دارالعلوم جامعہ ڈابھیل مہتمم و صدر مدرس مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کلیٹن روڈ کراچی ۵ نے محکمہ اوقاف مغربی پاکستان کے زیرِ اہتمام مذاکرہ علمیہ میں "تسخیرِ کائنات اور اسلام" کے موضوع پر ایک فکر انگیز اور فاضلانہ مقالہ پڑھا تھا جس کے چند قابلِ غور اقتباسات ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں:۔

۱۔ "فضاء فوقانی میں سینکڑوں نہیں ہزاروں نہیں، لاکھوں نہیں، کروڑوں نہیں اربوں کھربوں کُرّے ہیں جو آسمانی نظام میں معلّق جگمگا رہے ہیں اور زمین والوں سے بعض اتنے دور ہیں کہ اُن کی روشنی (روشنی کی رفتار سے جو فی سیکنڈ ۱۸۶۰۰۰ میل یا ۳۰۰۰۰۰ کلومیٹر ہے) لاکھوں نوری سال کے بعد پہنچتی ہے۔۔۔۔۔ پھر اس فضاء کے اندر کتنے نظام شمسی ہیں۔۔۔۔۔ پھر یہ اربوں کُرّے جن میں چاند، سورج، زہرہ، عطارد، مریخ، مشتری، زحل اور جوزاء، سرطان، اسد وغیرہ شامل ہیں سب کے سب اس فضاء میں معلّق ہیں۔ ان میں سے بعض کا حجم زمین سے لاکھوں گنا بڑا ہے۔ ایک جوزاء کا حجم ہی سورج سے لاکھوں گنا بڑا کہا جاتا ہے۔ یہ سب ان گنت کُرّے پہلے آسمان کے نیچے فضاء میں معلّق ہیں۔" (مطبوعہ مقالہ ص۱۵)

۲۔ "قرآن وحدیث میں کہیں بھی یہ تصریح نہیں کہ یہ چاند سورج افلاک میں جڑے ہوئے ہیں یہ تو صرف بطلیموسی ہیئت کی پیداوار ہے۔" (ص۱۵)

۳۔ "قرآن حکیم کی تعبیر وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ کا مطلب یہی ہے کہ تمام نجوم اور ستارے چاند سورج آسمانِ دنیا کے نیچے اور اس نیلگوں آسمان کے لئے آرائش وزینت کا کام دیتے ہیں۔ نیز سمجھنا چاہیئے کہ آسمان اور ہیں اور افلاک اور شئی ہیں۔ نیز آسمان کا اطلاق ہر آسمانی چیز پر

کیا جا سکتا ہے۔" (صفحہ ۱)

۴۔ "بہرحال اِن سائنسی کارناموں سے کسی اسلامی عقیدہ پر زد نہیں آتی۔ یہ امریکہ روس اور یہ سائنس دان ان ہی کرّوں کی تحقیقات میں رہیں گے جو آسمان کے نیچے معلق ہیں آسمانی دروازے ان شیاطین پر بند ہیں۔" (صفحہ ۲۱)

"الارض" سے "السماء" تک کا فاصلہ پانچسو سال کا ہے۔

کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۲۱۶ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث درج ہے:۔

"ھل تدرون کم بین السماء والارض؟ بینھما مسیرۃ خمس مائۃ سنۃ۔"

فرمایا کیا تمہیں علم ہے کہ آسمان (السماء) اور زمین (الارض) کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ (آنحضرتؐ نے خود ہی فرمایا) کہ پانچ سَو سال کا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورۂ بنی اسرائیل میں جس "السماء" پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاکی و مادی جسم میت تشریف لے جانا منافیٔ بشریت قرار دیا گیا ہے وہ "الارض" (یعنی زمینی ماحول) کی حدود سے بھی اتنی دُور ہے کہ ایک شخص کو اُس تک پہنچنے کے لئے **پانچسو سال درکار ہیں**۔ حضرت سیدنا امام مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"یہ ایک فیصلہ شدہ بات ہے کہ اگر علم سائنس یعنی طبعی خدا تعالیٰ کے تمام عمیق کاموں پر احاطہ کرے تو پھر وہ خدا ہی نہیں جس قدر انسان اُس کی باریک حکمتوں پر اطلاع پاتا ہے وہ انسانی علم اس قدر بھی نہیں کہ جیسے ایک سُوئی کو سمندر میں ڈبویا جائے اور اس میں سمندر کے پانی کی تری باقی رہ جائے۔۔۔۔۔۔ انسان باوجودیکہ ہزار ہا برسوں سے اپنے علوم طبعیہ اور ریاضیہ کے ذریعہ سے خدا کی قدرتوں کے دریافت کرنے کے لئے جان توڑ کوشش کر رہا ہے مگر ابھی اس قدر اس کے معلومات میں کمی ہے کہ اس کو نامراد اور ناکام ہی کہنا چاہیئے۔"

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۷)

"شورش بنگال" اور حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہ

اخبار بدر قادیان ۹ رمئی ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ:۔

"آریہ اور بنگالیوں کی شورش کا ذکر تھا (حضرت مسیح موعودؑ۔ ناقل) نے فرمایا:۔

"ان کے خیالات وحرکات سے ہمیں قطعی نفرت ہے۔ ہماری جماعت کو بالکل ان سے الگ رہنا چاہیئے۔ تعجب کی بات ہے کہ جو قوم حیوان کو انسان

پر ترجیح دیتی ہو اور ایک
گائے کے ذبح سے انسان کا
خون کر دینا کچھ بات نہ سمجھتی ہو
وہ حاکم ہو کر کیا انصاف کریگی۔
مردانِ خدا ــ خدا نہ باشند
لیکن از خدا ــ جدا نہ باشند
خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے وہ کام دکھلاتا
ہے کہ دنیا حیران رہ جاتی ہے۔"
(بحوالہ ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۷۷)

حضرت مولٰنا غلام حسن خان صاحبؓ نیازی کی علمی و ادبی خدمات کا اعتراف

نیا مکتبہ محلہ خداداد پشاور نے ادبیات سرحد جلد سوم (فارغ بخاری کی تصنیف) شائع کی ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے جلیل القدر صحابی حضرت مولٰنا غلام حسن خانؓ نیازی کی علمی و ادبی خدمات کا یوں اعتراف کیا گیا ہے:-

"آپ میانوالی کے قریب ایک چھوٹے سے گاؤں میں ۱۸۴۳ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم میانوالی میں حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان پشاور میں پاس کیا اور قرآن وحدیث اور تفسیر کی تکمیل بھی یہیں کی۔ آپ فارغ التحصیل ہو کر مڈل سکول میں ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ تصوف سے آپ کو خاص شغف تھا چنانچہ تصوف کی تعلیم ملا نجم الدین عبداللہ المعروف ملا صاحب ہڈہ سے حاصل کی۔

آپ کا مذہبی مطالعہ بیکراں تھا۔ تبلیغ اسلام میں بہت دلچسپی لیتے تھے۔ انہی دنوں عیسائی علماء سے مباحثہ کے لئے صوبہ سرحد کے علماء نے آپ کو منتخب کیا۔ چنانچہ آپ نے اپنے علمی دلائل سے انہیں لاجواب کر دیا اور کامیاب و کامران ہو کر لوٹے ــــ آپ انجمن حمایت الاسلام پشاور کے مؤسس اور صدر بھی تھے۔ آپ نے اپنی مسلسل کوششوں سے اسلامیہ کلب بلڈنگ کے لئے حکومت سے پشاور میں زمین حاصل کر کے اس کا سنگِ بنیاد رکھا اور اپنے اثر و رسوخ سے اس کے لئے سارے صوبے کا دورہ کر کے چندہ جمع کیا جس سے یہ عمارت تکمیل کو پہنچی۔ انہوں نے اس عمارت کے اوقاف سے اسلامیہ ہائی سکول پشاور کو ہمیشہ کے لئے گداگری سے نجات دلا دی ــــ سرکاری اوقاف کمیٹی بھی آپ ہی کی جد وجہد سے عمل میں آئی۔

آپ مدرسی کے بعد سب رجسٹرار ہوئے پھر آنریری مجسٹریٹ چنے گئے۔ ایک عرصہ تک آپ پشاور میونسپلٹی کے نائب صدر بھی رہے۔ کچھ مدت کے لئے قندھار میں

برٹش ایجنٹ کے طور پر بھی کام کیا۔ آپ کو حکومت کی طرف سے خان بہادر کا خطاب بھی ملا۔

ابتدا میں آپ کا میلان اہلحدیث فرقے کی طرف تھا۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی پہلی کتاب براہین احمدیہ (جو مرزا صاحب کے دعویٰ مجددیت سے پہلے کی تصنیف ہے) کے مطالعہ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ان سے ملنے کے لئے لدھیانہ گئے اور مرزا صاحب نے مجددیت کا دعویٰ کیا تو مولوی صاحب غالباً پہلے افغان تھے جنہوں نے مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور صوبہ سرحد میں احمدیت کی تبلیغ کے فرائض انجام دینے لگے۔

آپ مرزا صاحب کے صحابۂ خاص سے تھے اور اُن کے دستِ راست خیال کئے جاتے تھے۔ آپ نے ۱۹۴۳ء میں وفات پائی۔ مرنے سے تین ماہ پیشتر آپ قادیان چلے گئے اور وہیں دفن ہوئے۔

آپ قرآن، حدیث اور فقہ کے عالم اجل تھے۔ آپ نے اُردو میں "حُسنِ بیان" کے نام سے قرآن حکیم کی ایک نہایت جامع اور ضخیم تفسیر لکھ کر طبع کرائی۔ یہ تفسیر انہوں نے اپنے عقائد کی روشنی میں لکھی جس کی زبان سلیس اور بامحاورہ ہے۔ آپ کا یہ کارنامہ علمی دنیا میں بڑی اہمیت رکھتا ہے"

(ادبیات سرحد صفحہ ۶۷۶-۶۷۷)

قبولِ احمدیت کا ایک نہایت دلچسپ واقعہ

میاں محمد یعقوب صاحب آف مدضلع امرتسر حضرت مسیح موعودؑ کے مشہور صحابی تھے۔ ۱۹۰۲ء میں مخالفینِ احمدیت نے انہیں طرح طرح سے تنگ کرنا شروع کیا تھا تو انہوں نے اپنے بھائی میاں محمد یوسف صاحب اپیل نویس بکٹ گنج مردان کو اطلاع دی جس پر انہوں نے "مد" میں (۱۹۰۲ء کا) مشہور مناظرہ منعقد کرایا۔ میاں محمد یعقوب صاحب نے ۱۹۰۹ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو اپنے قبولِ احمدیت کا نہایت دلچسپ واقعہ سنایا جو حضرت مفتی صاحبؓ ہی کے الفاظ میں ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے:-

"ایک ملاں نے مشہور کر رکھا تھا کہ مرزا صاحب کو (نعوذ باللہ) جذام ہو گیا ہے اور مونہہ سیاہ ہے اور کسی سے ملتے نہیں، مونہہ پر ہر وقت کپڑا رکھتے ہیں....

بلد محمد یعقوب صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ بھی اس ملاں کی جھوٹی خبر کو یقین کرتے تھے اور سلسلہ کے سخت مخالف تھے۔ جب اتفاق سے اُن کا بھائی بیمار ہو کر علاج کے واسطے قادیان گیا تو وہ بھی اپنی والدہ مکرمہ کے اصرار سے بھائی کی خبر گیری کے واسطے قادیان

چلے گئے۔ قادیان میں جب نماز کے واسطے غیر احمدیوں کے جمعہ کو تلاش کرتے ہوئے نکلے تو کسی مغالطہ کے سبب بڑی مسجد کو غیر احمدیوں کی مسجد سمجھ کر اس میں جا داخل ہوئے۔ وہاں اُس وقت حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ وعظ فرما رہے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ بھی رونق افروز تھے۔ اب انکے خیال میں یہ مسجد غیر احمدیوں کی ہے اس واسطے واعظ اور سامعین سب غیر احمدی ہیں حضرت ... موصوف کا وعظ سُن کر بہت خوش ہوئے کہ اس جگہ ایک ایسا لائق اور با اثر واعظ ہے پھر جب حضرت میرزا صاحبؑ کے نورانی چہرے پر نظر پڑی تو کہنے لگے کہ مرزا کی تو لوگ خواہ مخواہ بیعت کرتے ہیں انہیں کیا رکھا ہو گا بیعت کرنے کے لائق تو یہ نورانی شخص نظر آتا ہے میں تو اگر بیعت کروں گا تو اس شخص کی کروں گا۔ اتنے میں ان کے بھائی صاحب جو احمدی ہیں وہ بھی آ گئے ان کو دیکھ کر تعجب تو ہوا کہ یہ غیر احمدیوں کی مسجد میں کیوں آ گئے مگر بے اختیار اُن سے بھی ذکر کیا کہ دیکھو بیعت کے لائق یہ شخص ہے۔ بھائی نے سمجھا کہ ان کو غلطی لگی ہے مگر جان بوجھ کر وہ خاموش ہو رہے کہ اچھا میاں تم اسی کی بیعت کر لو قادیان میں تو اس بہانہ سے آتے رہو گے تو باہم ملاقات بھی ہو جائے گی۔ الغرض اس طرح برادر محمد یعقوب صاحب نے حضرت کو پہچانا۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ یہی مرزا صاحب ہیں تب تو ملانوں کی دروغ گوئی اور افترا پردازی پر بہت تعجب آیا۔ خدا تعالیٰ کی شان ہے وہ جس طرح چاہتا ہے کسی کو ہدایت دیتا ہے۔"

(بدر قادیان ۱۵ اپریل ۱۹۰۹ء)

حضرت مسیح موعودؑ کیا ہی خوب فرماتے ہیں:-

" ابھی ہمارے مخالفوں میں سے بہت سے ایسے آدمی بھی ہیں جن کا ہماری جماعت میں داخل ہونا مقدّر ہے۔ وہ مخالفت کرتے ہیں پر فرشتے ان کو دیکھ کر ہنستے ہیں کہ تم بالآخر انہی لوگوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ وہ ہماری مخفی جماعت ہے جو کہ ہمارے ساتھ ایک دن مل جائے گی۔"

(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۷)

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئیگا انجام کار

(بقیہ شہد کا ذکر قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں از صفحہ ۱۶)

موٹاپا دل پر بھی اثر انداز ہوتا ہے اور زیادہ چربی پیدا کرنے والی غذائیں کھانے سے نقصان ہوتا ہے۔ بہت زیادہ صاف کیا ہوا آٹا اور بہت سفید کی ہوئی کھانڈ کئی ایک کیمیکلز کے مل جانے سے جسم کو موٹا کر دیتی ہیں جن کے نتیجے میں دل پر بھی چربی چڑھ جاتی ہے اور دل کی حرکت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اِس قسم کا آٹا کھانا چھوڑ دینے سے اور کھانڈ کو کم کر دینے سے دل کو فائدہ ہوتا ہے اور کئی پونڈ شہد کھانے سے دل کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی شہد کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ اِس تذکرہ میں فرمایا:۔

"دوسری تمام شیرینیوں کو تو اطباء نے عفونت پیدا کرنیوالی لکھا ہے مگر یہ اُن میں سے نہیں ہے۔ آم وغیرہ اور دیگر پھل اس میں رکھ کر تجربے کئے گئے ہیں کہ وہ بالکل خراب نہیں ہوتے سالہا سال ویسے ہی پڑے رہتے ہیں۔

ایک دفعہ میں نے انڈے پر تجربہ کیا تو تعجب ہوا کہ اُس کی زردی تو ویسی ہی رہی مگر سفیدی انجماد پا کر مثل پتھر کے سخت ہو گئی جیسے پتھر نہیں ٹوٹتا ویسے ہی وہ بھی نہیں ٹوٹتی تھی۔

خدا تعالیٰ نے اِسے شِفَآءٌ لِلنَّاسِ کہا ہے۔ واقعہ میں عجیب اور مفید شے ہے۔ یہی تعریف قرآن شریف کی فرمائی ہے۔ ریاضت کش اور مجاہدہ کرنے والے اکثر اسے استعمال کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہڈیوں وغیرہ کو محفوظ رکھتا ہے۔

اِس میں "اَلْ" جو ناس کے اُوپر لگایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اُس کے اپنے (یعنی خدا تعالیٰ کے) ناس (بندے) ہیں اور اُس کے قُرب کے لئے مجاہدے اور ریاضتیں کرتے ہیں ان کے لئے شفاء ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ تو ہمیشہ خواص کو پسند کرتا ہے۔ عوام سے اُسے کیا کام؟"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۲۱۵)

ایک اور مقام پر ذیابیطس کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

"اس سے مجھے سخت تکلیف تھی ڈاکٹروں نے اس بیا شیرینی کو سخت مُضر بتلایا ہے۔ آج میں

اس پر غور کر رہا تھا تو خیال آیا کہ بازار میں جو شکر وغیرہ ہوتی ہے اُسے تو اکثر فاسق فاجر لوگ بناتے ہیں اگر اس سے ضرر ہوتا ہے تو تعجب کی بات نہیں مگر عَسَل (شہد) تو خدا تعالیٰ کی وحی سے تیار ہوا ہے اسلئے اس کی خاصیت دوسری شیرینیوں کی سی ہرگز نہ ہوگی اگر یہ اُن کی طرح ہوتا تو پھر سب شیرینی کی نسبت شفاءٌ للنّاس فرمایا جاتا۔ مگر اس میں صرف عَسَل ہی کو خاص کیا ہے پس یہ خصوصیت اس کے نفع پر دلیل ہے اور چونکہ اس کی تیاری بذریعہ وحی کے ہے اسلئے مکھی جو پھولوں سے رس چوستی ہوگی تو ضرور مفید اجزاء کو ہی لیتی ہوگی۔ اِس خیال سے مَیں نے تھوڑے سے شہد میں کیوڑا ملا کر اُسے پیا تو تھوڑی دیر کے بعد مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا۔ حتیٰ کہ مَیں نے چلنے پھرنے کے قابل اپنے آپ کو پایا اور پھر گھر کے آدمیوں کو لیکر باغ تک چلا گیا اور وہاں دس رکعت اشراق نماز کی ادا کیں۔" (ملفوظات جلد ہفتم [illegible])

ایک اور مقام پر "شہد" کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"پھر یہ لفظ مُشاہدہ سے بھی نکلا ہے۔ عبادت شاقہ جو لوگ برداشت کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں ہر ایک تلخی اور کدورت کو جھیلتے ہیں اور جھیلنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں وہ شہد کی طرح ایک شیرینی اور حلاوت پاتے ہیں۔ اور جیسے شہد فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ کا مصداق ہے۔ یہ لوگ بھی ایک تریاق ہوتے ہیں۔ ان کی صحبت میں آنے والے بہت سے امراض سے نجات پا جاتے ہیں" (ملفوظات جلد اوّل [illegible])

سُورۃ نحل کی ان آیات میں جو اوپر درج کی گئی ہیں اللہ تعالیٰ نے شہد کے متعلق شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ کے الفاظ فرمائے ہیں اور یہی الفاظ قرآن کریم کے لئے بھی فرماتے ہیں۔ اس سے ہمیں یہ سمجھانا مقصود ہے کہ اگر شہد انسان کے جسمانی امراض کے لئے شفاء ہے تو قرآن کریم بھی انسان کی رُوحانی بیماریوں کے لئے شفاء ہے۔ شہد کی مکھی کا انتخاب اور خصوصیت کے ساتھ اس کی طرف وحی کرنے کا ذکر یہ بتانے کے لئے ہے کہ جس طرح شہد کی مکھی مختلف پھولوں پر بیٹھ کر اُن کی مٹھاس کو چوس کر ایک اعلیٰ درجہ کا

شیریں اور شفاء دینے والا مشروب تیار کرتی ہیں اسی طرح وحیٔ الٰہی جو قرآن کریم میں ہے اُس نے تمام بہترین ہدایات عالم کو جو کسی بھی زمانہ میں دی گئی ہوں اِس پاک کتاب کے اندر جمع کر دیا ہے۔ جس طرح پھولوں سے مٹھاس کو حاصل کر کے انسان خود اسے شہد کی صورت نہیں دے سکتا۔ اسی طرح کسی انسان کا یہ کام نہ تھا کہ ان تمام بہترین ہدایات کو ایک جگہ جمع کر سکتا اور پھر ان کو ایسا رنگ دے سکتا کہ وہ روحانی بیماریوں کے لئے شفاء کا کام دیتیں۔ پھول آج پیدا ہوتا ہے اور تھوڑے عرصہ کے بعد مرجھا جاتا ہے مگر شہد جو اُس پھول کے رس سے شہد کی مکھی خدا تعالیٰ کے حکم سے تیار کرتی ہے کبھی بھی نہیں بگڑتا۔ پھر آخر میں فرمایا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ○ یعنی بلاشبہ اس میں (یعنی شہد کی مکھی کی زندگی کے مختلف پہلوؤں، اس کے پھولوں کا رس چُوس کر شہد بنانے، خدا تعالیٰ کو پہچاننے، اس کی حیثیت تخلیق کو سمجھنے، بیماریوں سے شفاء حاصل کرنے کے حیرت انگیز سسٹم اور ادویات کو تیار کرنے کے سائنٹیفک طریق کو معلوم کرنے میں) بہت بڑی نشانی ہے مگر اُن لوگوں کے لئے جو کائنات پر غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔ ایسے لوگ وحیٔ باری تعالیٰ کی عظمت و حکمت اور دیگر صفاتِ عالیہ کے نشان اس میں پاتے ہیں کہ ایک حقیر مخلوق کو اتنے عجائبات کا مظہر بنایا۔ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا لطیف فرمایا ہے ؎

کیا عجب رکھے ہیں تُو نے ہر اک ذرّہ میں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

(درثمین اُردو)

حضرت مسیح موعودؑ کے شیریں کلام میں سے

شہد سیت آسمانی از وحیٔ حق چکیدہ

از نورِ پاک قرآں صبحِ صفا دمیدہ
بر غنچہ ہائے دلہا بادِ صبا وزیدہ
ایں روشنی و لمعاں شمس الضحیٰ ندارد
وایں دلبری و خوبی کس در قمر ندیدہ
یوسف بقعرِ چاہے محبوس ماند تنہا
وایں یوسفے کہ تنہا از چاہ برکشیدہ
کیفیتِ علومش دانی چہ شان دارد
شہد سیت آسمانی از وحیٔ حق چکیدہ
آں نیّرِ صداقت چوں رو بعالم آورد
ہر بومِ شب پرستے در کنجِ خود خزیدہ
آنکس کہ عالمش شد شد مخزنِ معارف
واں بے خبر ز عالم کیں عالمے ندیدہ
بارانِ فضل و رحمت آمد بمقدمِ او
بدقسمتے آنکہ از وے سُوئے دِگر دویدہ

نبوّت کی حقیقت

(محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح و ارشاد)

اِس مقالے کا عنوان نبوّت کی حقیقت ہے۔

نبوّت عربی کا لفظ ہے اور شریعت اسلامیہ کی ایک اصطلاح بھی ہے۔ اسی واسطے اس کی حقیقت سمجھنے کے لئے دونوں پہلوؤں کو مدّنظر رکھنا ضروری ہوگا۔

نبوّت کی حقیقت ازروئے لغت

نبوّۃ مصدر ہے اور نَبَأٌ سے نکلا ہے اور نَبَأٌ کے معنے اقرب الموارد میں یہ لکھے ہیں اَلنَّبَأُ والانباءُ لم یردا فی القرآن اِلّا لِمَا لَهٗ وَقْعٌ و شَأْنٌ عَظِیْمٌ یعنی نبأ اور انباء کا لفظ قرآن کریم میں ایسی خبر کے بارہ میں مذکور ہے جو بڑی شان اور اہمیت کی حامل ہو۔ امام راغب اصفہانی اپنی کتاب المفردات میں تحریر کرتے ہیں۔ "اَلنَّبَأُ خَبَرٌ ذُوْ فَائِدَةٍ یَحْصُلُ بِهٖ عِلْمٌ اَوْ غَلَبَةُ ظَنٍّ وَلَا یُقَالُ لِلْخَبَرِ فِی الْاَصْلِ نَبَأٌ حَتّٰی یَتَضَمَّنَ هٰذِهِ الْاَشْیَاءَ الثَّلَاثَةَ یعنی نبأ ایسی خبر کو کہتے ہیں جو بڑے فائدے پر مشتمل ہو، اس سے علم یقین یا ظنِ غالب حاصل ہوتا ہو۔ اور جب تک کسی خبر میں یہ تینوں باتیں نہ پائی جائیں وہ نبأ نہیں کہلا سکتی۔ نیز اہلِ لغت کے نزدیک نبوّت والی عظیم الشان خبر کا الہامِ الٰہی سے ملنا ضروری ہے۔ چنانچہ المنجد میں نبوّۃ کی تعریف یہ لکھی ہے۔ الاِخبارُ عَنِ الغَیْبِ اَوِ المستقبل بالہامٍ من اللّٰہ۔ نیز لکھا ہے الاخبار عن اللّٰہ وما یتعلّق بہٖ تعالیٰ۔ یعنی نبوّت الہامِ الٰہی سے غیب یا مستقبل کے بارہ میں خبر دینے کا نام ہے نیز نبوّت اللہ تعالیٰ کی صفات سے متعلق خبر دینے کو کہتے ہیں۔

لغت کے بیان سے ظاہر ہے کہ نبوّت کا اطلاق دو طرح سے ہو سکتا ہے۔ ایک مطلق خدا سے علم پاکر خبر دینے کے معنی میں۔ دوسرے معنی نبوّت کے انبیاء کے لحاظ سے ہوں گے اور اس وقت اس کے معنوں میں کثرت کی شرط پائی جائے گی کیونکہ لفظ نبی جو نَبَأٌ سے مشتق ہے اور فَعِیْلٌ کے وزن پر ہے صفت مشبّہ ہے۔ اِس لحاظ سے ازروئے لغت نبی ایسے شخص کو کہیں گے جسے خدا کی طرف سے بکثرت اخبارِ غیبیہ سے آگاہ کیا گیا ہو اور جو خدا تعالیٰ اور اس کی صفات کی بابت بکثرت خبر دے۔

علماء کے نزدیک نبوّت کی تعریف

نبوّت کی حقیقت بیان کرنے میں علماء کے درمیان بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ چنانچہ بعض لوگوں نے نبوّت کی حقیقت یہ بیان کی ہے۔ هو من له كتابٌ اَوْ نَسَخَ لبعضِ احكام الشريعةِ۔

(شرح المقاصد جلد ۱ صفحہ ۱۲۸)

یعنی نبی اُس شخص کہتے ہیں جو کتاب لائے یا سابقہ شریعت کے بعض احکام منسوخ کرے۔

نبراس شرح عقائد نسفی صفحہ ۴۲۲ پر لکھا ہے:۔

قال بعضهم يشترك في الرسول شرع جديد یعنی رسول اس کو کہتے ہیں جو شرع جدید لائے۔

لیکن اس کے برعکس حضرت محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں :۔

فلمّا كانت النبوّة اشرف مرتبةً واكملها ينتهي اليها من اصطفاه الله من عباده علمنا ان التشريع امرٌ عارضٌ بكون عيسٰى عليه السلام ينزل فينا حكمًا من غير تشريع وهو نبيٌّ بلا شكٍّ۔ (فتوحات مکیہ جلد ۱ صفحہ ۵۴۵)

جبکہ نبوّت اعلیٰ و اکمل مقام و مرتبہ کا نام ہے (تو) اللہ کے بندوں میں سے وہی اس مقام تک پہنچتا ہے جسے وہ چُن لیتا ہے۔ (اس سے) ہم نے جان لیا کہ شریعت (نبوّت کی حقیقت میں شامل نہیں بلکہ) ایک امر عارض ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہم میں حَکَم ہو کر نازل ہوں گے بے شک وہ نبی ہوں گے لیکن بغیر شریعت کے۔

پھر فتوحات مکیہ جلد دوم صفحہ ۱۹۰ میں لکھا ہے :۔

ليست النبوّة بامرزائدٍ على الاخبار الالٰهي۔

نبوّت اخبارِ غیبیہ منجانب اللہ کے سوا کوئی اور امر زائد نہیں ہے۔

صاحب روح المعانی تحریر فرماتے ہیں :۔

اِنَّ الرَّسُولَ لَا يَجِبُ اَنْ يَكُونَ صاحبَ شريعةٍ جديدةٍ فاِنَّ اولاد ابراهيم كانوا على شريعته

(روح المعانی جلد ۵ صفحہ ۹۸۶)

یعنی رسول کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ نئی شریعت لائے کیونکہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد ابراہیمؑ کی شریعت پر ہی قائم تھی۔

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں :۔

فالّذى صار به النبىّ نبيًّا اَن يُنَبِّئَهُ اللهُ وهٰذا ممّا يُبَيِّنُ مَا امْتَازَ به عن غيره۔ (کتاب النبوۃ)

یعنی جس امر کے ساتھ نبی نبی بنتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا اس کو اخبارِ غیبیہ پر اطلاع بخشنا ہے اور یہی چیز اُسے غیر نبی سے ممتاز کرتی ہے۔

نبوت کی حقیقت ازروئے قرآن

قرآن کریم ایک کامل شریعت ہے اور یہ بات قطعی ناممکن ہے کہ قرآن کریم انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے کا حکم تو دے اور اسے موجبِ نجات بھی قرار دے لیکن یہ واضح نہ کرے کہ نبی کسے کہتے ہیں اور نبوت کی حقیقت کیا ہے؟ قرآن کریم نبوت کو روحانی انعامات میں سے سب سے بڑا انعام اور سب سے بڑا درجہ قرار دیتا ہے اور اس کی حقیقت اس آیت میں واضح کی گئی ہے۔ خدا فرماتا ہے :-

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ
أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ
(سورۃ جنّ رکوع ۲)

اس آیت کریمہ میں یہ دعویٰ پیش کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے غیب کو جاننے والا ہے اور اس کی دلیل یہ پیش کی گئی کہ وہ اپنے الغیب پر بجز برگزیدہ رسول کے کسی کو غلبہ نہیں بخشتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ از روئے قرآن رسول وہ ہستی ہے جس کو خدا غیب پر غلبہ بخشے۔

عربی زبان میں ظھر کے بعد علیٰ کا صلہ آئے تو اس کے معنے غلبہ دینے کے ہوتے ہیں جیسے خدا فرماتا ہے فَأَصْبَحُوْا ظَاهِرِيْنَ (صف رکوع ۲) کہ مسیح کے حواری منکرین پر غالب آگئے۔ اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ قرآن کریم نے نبوت کی جو حقیقت اس آیت میں بیان کی ہے وہی اہلِ لغت نے قبول کی ہے چنانچہ یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ لغت کی رُو سے نبیؔ کا لفظ فعیلؔ کے وزن پر ہے اور اس لحاظ سے نبی اللہ اس مرد کو کہیں گے جو اللہ کی طرف سے مقرر ہو اور کثرت سے امورِ غیبیہ اسے عطا کئے گئے ہوں اور یہی بات اس آیت میں مذکور ہے۔ یہاں یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ لغت کے معنوں کے رُو سے نبوت کی جو تعریف ثابت ہے اس کے سوا کوئی اور تعریف عربی زبان میں نبی کی نہیں۔ اور جس میں یہ تعریف پائی جائے گی وہ نبی قرار پائے گا۔

قرآن کریم کی اس آیت میں امورِ غیبیہ پر بکثرت اطلاع پانا رسول سے مخصوص کیا ہے۔ چونکہ کثرت اور قلت امر نسبتی ہے اسلئے اس کا فیصلہ خود خدا ہی کر سکتا ہے لہذا جسکی وحی میں خدا اس کو نبی اور رسول کہکر پکارے ہم فوراً معلوم کر لیں گے کہ یہ امورِ غیبیہ کی کثرت سے آگاہ کیا گیا ہے اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جبتک صاحبِ منصب کو اسکے منصب سے آگاہ نہ کیا جائے وہ اسکو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ پھر قرآن کریم میں خدا فرماتا ہے :-

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ إِلَّا
مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ۔

کہ نبیوں کو جو امورِ غیبیہ کی کثرت عطا کی جاتی ہے اس میں بشارت اور انذار پایا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک نبوت کی حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبوت کی حقیقت یوں تحریر فرماتے ہیں :-

۱۔ "نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے

بکثرت آئندہ کی خبریں دے۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۱۸)

۲۔" آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸)

۳۔" خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔ یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہوں۔" (چشمہ معرفت ص ۳۲۵)

۴۔" جبکہ وہ مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجے تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔" (الوصیت ص ۱۲)

۵۔" عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا ہو اور بغیر کثرت کے یہ معنے متحقق نہیں ہو سکتے۔" (مکتوب اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

إن حوالجات سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک نبی کے لئے وہی شرائط ہیں جو قرآن کریم اور لغت سے ثابت ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ لغت اور قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کے ارشادات کے مطابق نبوت کی جامع مانع تعریف یہ ہے کہ:۔

۱۔ رسول اور نبی وہی ہوتے ہیں جو بکثرت امور غیبیہ سے اطلاع پائیں۔

۲۔ جن میں قوموں کی تباہی اور ترقی کی عظیم الشان خبریں ہوں۔ اور

۳۔ خدا ان کا نام نبی رکھے۔

پس جس انسان میں یہ باتیں پائی جائیں گی وہ نبی ہوگا

ایک غلطی کا ازالہ

نبوت کی حقیقت واضح کرنے کے لئے اس غلطی کا ازالہ ضروری ہے جو عام طور پر لوگوں میں پائی جاتی ہے کہ وہ خصوصیاتِ نبوت کو حقیقتِ نبوت سے تعبیر کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مثلاً بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ نبی وہی ہوتا ہے جو نئی شریعت لائے یا سابقہ شریعت کے بعض احکام منسوخ کرے یا وہ براہ راست نبوت پائے یا وہ کسی نبی کا متبع نہ ہو۔

واضح رہے کہ یہ تمام امور خصوصیات نبوت تو قرار دیئے جا سکتے ہیں پر یہ نبوت کی حقیقت نہیں ہیں۔ قرآن کریم نے لفظ نبی کا عام اطلاق کیا ہے اور یہ لفظ بلا کسی زیادتی و خصوصیت کے بیان ہوا ہے چنانچہ فرمایا:۔

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ

(بقرہ آخری رکوع)

یعنی نفس نبوت اور رسالت کے لحاظ سے انبیاء اور رسل میں کوئی فرق نہیں البتہ فرق ڈالنے والی چیز خصوصیاتِ نبوت و رسالت ہیں۔ مثلاً بعض نبی شریعت لائے اور بعض نبی بغیر شریعت کے آئے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ۔ کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو شریعت عطا فرمائی۔ لیکن

بنی اسرائیل کے دوسرے نبیوں کی بابت فرمایا:۔

اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا۔

(سورۃ المائدہ رکوع ۷)

یعنی ہم نے تورات اُتاری جس میں ہدایت اور نور کی باتیں ہیں۔ کئی نبی جو تورات کے فرمانبردار تھے اس تورات کے ذریعہ سے یہودیوں کے درمیان فیصلہ کیا کرتے تھے۔

پس سارے قرآن میں ایک آیت بھی ایسی نہیں ملتی جس میں یہ بتایا گیا ہو کہ نبی وہی ہوتا ہے جو شریعت لائے۔ بلکہ اس کے خلاف قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ بہت سے نبی بغیر شریعت کے آئے۔ البتہ بعض لوگ اس جگہ کمی فہم کے باعث یہ آیت کریمہ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ (حدید ع۳) اس غرض کے لئے پیش کرتے ہیں کہ رسول وہی ہوتا ہے جو شریعت لائے۔ لیکن اس آیت میں اس کا کہیں ذکر نہیں۔ یہاں تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسولوں کے ساتھ کتاب نازل ہوتی ہے نہ یہ کہ ان پر نئی کتاب نازل ہوتی ہے۔ پس کتاب کا ان کے ساتھ ہونا بالواسطہ بھی ہو سکتا ہے اور بلاواسطہ بھی۔ یہ مضمون تو یہاں مذکور نہیں کہ ہر ایک رسول پر کتاب نازل کی جاتی ہے۔

خدا بنی اسرائیل کے بارہ میں فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ

کہ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب دی لیکن یہ موسیٰ کے واسطے سے دی گئی نہ کہ براہِ راست۔

پس آیت کا مآل یہ تو ثابت ہے کہ نبی کے ساتھ کتاب ہو لیکن یہ ہرگز ثابت نہیں کہ جدید کتاب براہِ راست اس پر الہاماً نازل کی جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے۔"

(اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

پھر چشمہ معرفت صفحہ ۲۷ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"خدا کے احکام جو امر اور نہی کے متعلق ہوں وہ عبث طور پر نازل نہیں ہوتے بلکہ ضرورت کے وقت خدا کی نئی شریعت نازل ہوتی ہے یعنی ایسے زمانہ میں نئی شریعت نازل ہوتی ہے جب نوع انسان پہلے زمانہ کی نسبت بدعقیدگی اور بدعملی میں بہت ترقی کر جائے اور پہلی کتاب میں ان کے لئے کافی ہدایتیں نہ ہوں۔"

اسی طرح نبوت کی حقیقت کے بارہ میں یہ سمجھنا کہ نبی وہی ہو سکتا ہے جو براہ راست نبوت حاصل کرے درست نہیں کیونکہ جب کسی شخص پر نبوت کی تعریف

صادق آئے گی وہ نبی کہلائے گا۔ پھر اس کے بارہ میں یہ کہنا کہ یہ نبی تبھی کہلا سکتا ہے جب اسے کسی اور نبی کی اتباع سے نبوت نہ ملے لغو بات ہے کیونکہ ذریعۂ حصولِ نبوت شے دیگر ہے اور حقیقتِ نبوت شے دیگر۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی کہے کہ پانی صرف اُسی کی پیاس بجھاتا ہے جو خود کوئیں سے نکال کر پیئے اور جو دوسرے کا نکالا ہوا پی لے اُس کی پیاس نہیں بجھاتا۔

خلاصۂ کلام یہ کہ ہر چیز کی کچھ شرائط ہوتی ہیں اور کچھ خصائص۔ مثلاً انسان کی تعریف یہ ہے کہ

وہ حیوانِ ناطق ہو۔

اگر کوئی شے حیوانِ ناطق نہیں تو وہ انسان نہیں کہلا سکتی اور جو حیوانِ ناطق ہو وہ یقیناً انسان ہے۔ لیکن اگر انسان کی تعریف یہ کی جائے کہ انسان وہ ہوتا ہے جو صدرِ مملکت ہو تو ہمارے جیسے انسان، انسان نہیں رہیں گے جو صدرِ مملکت نہیں۔ ہر شخص یہی کہے گا کہ صدرِ مملکت ہونا خصوصیات انسانی سے ہے شرائطِ انسانی میں سے نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی فرمودہ اصطلاحات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانہ میں نبوت کے شرائطِ مذکورہ بالا کے علاوہ بعض خصوصیات و ضروریاتِ زمانہ کے پیشِ نظر بعض اصطلاحات مقرر فرمائی ہیں تا آپ کے دعویٰ کے سمجھنے میں کسی کو غلط فہمی واقع نہ ہو۔ مثلاً آپ نے نبیوں کی اقسام ان خصوصیات کے پیشِ نظر تین بیان فرمائی ہیں۔

تشریعی نبی[1] - غیر تشریعی مستقل نبی[2] - غیر تشریعی[3] اُمتی نبی۔

پھر انہی خصوصیات کے پیشِ نظر آپؑ نے نبوت کی مختلف اصطلاحات قائم فرمائی ہیں وہ اصطلاحات قرآن کریم یا احادیث کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لوگوں کو نبوت کی اقسام سمجھانے کے لئے خود وضع فرمائی ہیں۔ اور چونکہ یہ آپ کی اپنی وضع کردہ اصطلاحات ہیں اسلئے اس کے وہی معنے کرنے درست ہوں گے جو آپ نے بیان فرمائے ہیں۔ اور آپؑ نے ایسا اسلئے کیا تا شانِ خاتمیتِ محمدیہ نمایاں اور واضح ہو جائے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کوئی وجود صاحبِ خاتم نہ تھا اسلئے اُن کا افاضہ اُمتیوں میں اتنا بلند نہ تھا جو ہمارے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا۔ اب چونکہ استادِ کامل پیدا ہو چکا تھا اسلئے خدا نے اس کی توجہ روحانی کو نبی تراش بنایا اور آئندہ فیوضِ روحانی کا حصول اس کی پیروی سے وابستہ کیا گیا اور اس کا افاضۂ کمال ظاہر کرنے کے لئے یہ بھی بتایا گیا کہ اس کا اُمتی نبی بن سکتا ہے۔ پس مندرجہ ذیل اصطلاحات یعنی حقیقی نبوت، مستقل نبوت، بروزی نبوت، جزوی نبوت، نبوتِ تامہ اور اُمتی نبی صرف

اس غرض کے لئے ہیں تا یہ دو باتیں نمایاں کی جائیں

۱۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام شریعت لانے والے نبی نہیں ہیں۔

۲۔ آپ مستقل نبی (یعنی ایسا نبی جس کا اسلام سے کچھ تعلق نہ رہے اور قرآن شریف کی پیروی کی حاجت نہ رکھتا ہو) نہیں ہیں۔

ان دو خصوصیات کو آپ نے ان اصطلاحات میں واضح کیا ہے اور انہی معنوں میں آپ کی تحریروں میں انکارِ نبوّت پایا جاتا ہے لیکن جو نبوّت کی تعریف آپ نے خود بیان فرمائی اس کی بابت فرماتے ہیں :۔

"میں نے اپنے رسولِ مقتدا کے باطنی فیوض سے علمِ غیب پایا اور نبی ہوں۔ ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا" (ایک غلطی کا ازالہ)

نبوّت پر محدّثیّت کا اطلاق درست نہیں

یہاں پر یہ بات بھی واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا نبوّت کی جو حقیقت بیان کی گئی ہے اس پر محدثیت کا اطلاق ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدّث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہارِ غیب نہیں ہے۔"
(ایک غلطی کا ازالہ ص۳)

ایک اعتراض کا جواب

بعض لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض تحریریں پیش کرکے یہ بتاتے ہیں کہ حضور نے خود اپنے دعوے کی جو کیفیت بیان فرمائی ہے یعنی کثرتِ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہونا اس کا نام آپ نے ابتداء میں بعض جگہ محدّث بھی رکھا ہے سو یہ اختلاف اس وجہ سے پیدا ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہلے نبی کی تعریف اور سمجھتے تھے جو حضور نے اپنے ایک خط میں (جو الحکم ۱۸۹۹ء میں چھپ چکا ہے) بیان فرمائی ہے اور وہ یہ ہے :۔

"چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعتِ سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی اُمّت نہیں کہلاتے اور براہِ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں اسلئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں کیونکہ

ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں
ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے اور ہمارا
کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے۔
اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں
کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء
اور قرآن خاتم الکتب ہے۔"

اس تعریف کے بالمقابل آپ اپنی نبوت کی تاویل محدثیت سے کر لیتے تھے اور آپ سمجھتے تھے کہ نبی سے نیچے اتر کر درجہ محدث کا ہے اور میں محدث ہوں لیکن جب آپ کو معلوم ہوا کہ جس تعریف کو آپ محدثیت کی تعریف خیال کرتے تھے وہ درحقیقت نبوت کی تعریف ہے اور وہ تعریف جو نبوت کی اخبار الحکم میں مذکور ہوئی ہے وہ درست نہیں تو آپ نے اپنے محض محدث ہونے سے انکار کر دیا۔ یوں نبوت کا نچلا حصہ چونکہ محدثیت اور صدیقیت ہے اسلئے ہر نبی محدث بھی ہوتا ہے۔ پس آپ کے دعویٰ کی کیفیت اور حقیقت میں کوئی فرق نہیں آیا البتہ آپ نے نبوت کی تعریف میں تبدیلی فرمائی اور فرمایا:-

"نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی
گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا
سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور
شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے
مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اسکے لئے
ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ
صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔
پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے
کوئی محذور لازم نہیں آتا۔"
(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸)

نیز فرماتے ہیں:-

"نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام
سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے مگر
ہمارے مخالف مسلمان مکالمہ الٰہیہ کے
قائل ہیں لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات
کو جو بکثرت پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت
کے نام سے موسوم نہیں کرتے۔"
(چشمہ معرفت صفحہ ۱۸۰، ۱۸۱)

پھر فرماتے ہیں:-

"آپ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ
رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب
حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔"
(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

نبی اور رسول میں کیا کوئی فرق ہے؟

بعض لوگ نبی اور رسول میں فرق کرتے ہیں لیکن قرآن کریم نے ہر ایسے انسان کو جو منصب نبوت پر فائز ہوا رسول کہا اور اللہ کے ہر رسول کو نبی بھی کہا گیا ہے چنانچہ سورۃ مریم میں وَکَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا کہہ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو رسول اور نبی قرار دیا۔ اسی طرح حضرت ہارونؑ اور دیگر انبیاء بنی اسرائیل کو قرآن کریم نے رسول اور نبی قرار دیا۔ چنانچہ ایک جگہ فرمایا:-

وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ

موسیٰؑ کے بعد پے در پے رسول آئے اور انہی رسولوں کی بابت فرمایا:-

يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ
اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا۔

کہ یہ رسول وہی نبی تھے جو تورات کے ذریعے بنی اسرائیل کے فیصلے کیا کرتے تھے۔

ایک غلط استدلال کا جواب

بعض لوگ اپنے اس خیال کی تائید میں کہ نبی اور رسول میں فرق ہوتا ہے یہ آیت پیش کرتے ہیں:-

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ
رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّا اِذَا
تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ
فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ۔

یعنی ہم نے تجھ سے پہلے نہ کوئی رسول بھیجا نہ کوئی نبی مگر جب بھی اس نے کوئی خواہش یا ارادہ کیا شیطان نے اس کے راستہ میں مشکلات ڈالیں۔

اس آیت سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ رسول اور ہوتا ہے اور نبی اور۔ یہ استدلال قلتِ تدبّر کا نتیجہ ہے کیونکہ اگر نبی اور رسول میں فرق ہوتا تو خدا ہر دو کو اَرْسَلْنَا کے فعل کے ماتحت نہ رکھتا۔ یہ آیت تو بتاتی ہے کہ ہر نبی مرسل ہوتا ہے۔

حقیقتِ حال یہ ہے کہ نبی اور رسول لفظی اعتبار سے فرق رکھتے ہیں مگر کام اور مقام کے لحاظ سے مترادف ہیں۔ نبوّت اس کیفیت کا نام ہے کہ جب انسان خدا تعالیٰ سے بکثرت غیب کی خبریں پا رہا ہوتا ہے اور جب وہ مخلوق کی طرف اس پیغام کو لے کر مبعوث ہو تو اس کا نام رسالت ہے۔ پس ان دونوں لفظوں میں اعتباری فرق ہے ورنہ حقیقت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ ہر نبی کا رسول ہونا ضروری ہے ورنہ وہ مصفّٰی غیب کی خبریں بموجب آیت کریمہ

فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا
اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

کیونکر پا سکتا ہے؟

نبوّت کی ضرورت

نبوت ایک انعام ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کو دیا جاتا ہے۔ اور اس کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب اکثریت بگڑ جاتی ہے اور نجات کے حقیقی ذرائع سے خدا کی مخلوق دور جا پڑتی ہے اور اپنے کردار و اعمال کی خرابی کے باعث وہ عذاب الٰہی کی مستحق ہو جاتی ہے تب ارحم الراحمین خدا جس کی رحمت اس کے

غضب پر حاوی ہے اپنے بندوں میں سے کسی کو برگزیدہ کرتا ہے اور امورِ غیبیہ کی کثرت سے اُسے آگاہ کرتا ہے اور منصبِ نبوّت پر فائز کرتا ہے۔ وہ معصوم عن الخطاء ہوتا ہے جیسا کہ سورہ انبیاء سے ظاہر ہے کہ خدا کے نبی عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ ہوتے ہیں اور قولی، فعلی اور قلبی گناہ سے پاک ہوتے ہیں۔ ان کی فطرت میں مخلوقِ خدا کی ہدایت موجزن رہتی ہے۔ وہ ایسی کشتی تیار کرتے ہیں جو اُس قوم کے لئے موجبِ نجات ہوتی ہے اور لوگوں کو اپنی پیروی کی دعوت دیتے ہیں۔ جو مان لیتے ہیں وہ نجات پاتے ہیں۔ اور خدا اسلئے ایسا کرتا ہے تا خدا کے بندے خدا پر یہ حجّت قائم نہ کر سکیں :-

لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا
فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ
اَنْ نَّذِلَّ وَ نَخْزٰى ○
(طٰہٰ رکوع آخری)

یعنی اے ہمارے رب! تُو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا۔ اگر تُو ایسا کرتا تو ہم تیرے نشانوں کے پیچھے چل پڑتے قبل اس کے کہ ہم ذلیل و رسوا ہو جاتے۔

نبوّت کے مقاصد

قرآن کریم نے انبیاء علیہم السلام کے چار مقاصد بیان فرمائے ہیں۔ تلاوتِ آیات یعنی ایسے نشانات کا بیان جن سے خدا کی ہستی پر یقین پیدا ہو۔ دوسرا کام تزکیۂ نفس ہے۔ یعنی قلوبِ انسانی کو ذاتِ باری سے پیوست کر دینا اور رضائے الٰہی کے حصول کے قابل بنا دینا۔

تیسرا کام تعلیمِ کتاب ہے یعنی منشاءِ الٰہی سے اُس کی مخلوق کو آگاہ کرنا اور چوتھا کام تعلیمِ حکمت ہے۔ یعنی شریعت کا فلسفہ واضح کرنا تا دل اور جوارح اس کے عمل پر مستعد ہو جائیں اور قلوبِ انسانی کی ظلمتیں کافور ہو جائیں اور نورِ ہدایت جلوہ گر ہو اور اس کی روشنی میں خدا نظر آ جائے۔

تمام رسول مطاع ہوتے ہیں اور ان میں باعتبارِ نبوّت و رسالت امتیاز کرنا منع ہے۔ فرمایا :-

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ

وہ ہمارے لئے نمونہ اور نگران ہوتے ہیں۔ اُن کا ظہور کس زمانہ میں ہوتا ہے اور کس مقام پر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ
رِسَالَتَهٗ ۔

اِس آیت میں لفظ حَيْثُ ظرفِ زمان و مکان پر مشتمل ہے اسلئے آیت کا ماحصل یہ ہوا کہ خدا اس بات کو سب سے بہتر سمجھتا ہے کہ کس کو کس زمانہ میں اور کس جگہ پر منصبِ نبوّت پر وہ فائز فرمائے۔ ہم انسانوں کا کام یہ ہے کہ ہم تمام رسولوں پر ایمان لائیں، ان میں تفریق نہ کریں کہ

بعض کو مانیں اور بعض کو نہ مانیں۔ خدا تعالیٰ نے نبوت میں یہ تاثیر رکھی ہے کہ وہ ظلمتوں سے نکالتی اور ہدایت کی راہ پر گامزن کرتی ہے۔

اُمّت میں نبوّت کا انعام

قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ نبوت بقائے عالم تک اُمتِ محمدیہ میں جاری ہے البتہ غیر از اُمت افراد سے یہ نعمت چھین لی گئی ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے :-

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ
عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى
يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ
عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

(آل عمران)

اس آیت میں مومنوں کے اندر اچھے لوگوں اور بُروں میں امتیاز کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ طریق مقرر نہیں فرمایا کہ ہر ایک کو براہِ راست الغیب سے آگاہ کیا جائے بلکہ یہ طریق مقرر فرمایا کہ مومنوں میں سے وہ اپنے رسولوں کو چُنے گا اور اُن کے ذریعے سے یہ امتیاز قائم کرے گا اسلئے خدا حکم دیتا ہے کہ ان رسولوں پر ایمان لاؤ۔ حدیث شریف میں آتا ہے :-

لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ

یعنی اُمّت میں مبشّرات والی نبوت باقی ہے اور مبشّرات سے وہ نبوت مراد ہے جو نزولِ شریعت سے چھ ماہ پہلے کشوف اور رؤیا کے ذریعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی اور جو نبوتِ تامہ کا ۴۶ کا چھیالیسواں حصہ ہے وہ اُمّت میں باقی ہے اور شریعت والا حصہ منقطع ہو گیا۔ نیز ایک حدیث بتاتی ہے کہ غیروں کے لئے یہ دروازہ بند ہے۔ چنانچہ فرمایا لا نبیّ بعدی کہ مجھے چھوڑ کر کوئی نبی نہ ہو گا جو ہو گا میری اتباع میں ہو گا۔ حضرت محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں ؎

النبوّة سارية الى يوم
القيامة فى الخلق وان كان
التشريع قد انقطع ۔
(فتوحاتِ مکیہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۰)

نبوّت قیامت تک جاری ہے
البتہ تشریعی نبوّت بند ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آنے والے مسیح موعود کو ایک طرف نبی اللہ کہا ہے، اور دوسری طرف اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ کہہ کر اس کا اُمتی ہونا ظاہر فرمایا۔

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ مسیح موعود غیر تشریعی نبی ہو گا اور اس کا نبی ہونا آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبیّ بعدی کے مخالف نہ ہو گا۔ چنانچہ امام ملا علی القاریؒ

فرماتے ہیں :-

لا منافاة بين ان يكون
نبيًّا و ان يكون متابعًا
لنبيّنا صلی الله عليه وسلم
في بيان احكام شريعته
و اتقان طريقته و لو
بالوحی اليه كما يشير اليه
حديث لو كان موسیٰ حيًّا
لما وسعهٗ الّا اتباعی اَی
مع وصف النبوّة والرسالة
و الّا فمع سلبهما لا يفيد
زيادة المزيّة -

(مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۵۶۴)

حضرت عیسیٰ کے نبی ہونے کے ساتھ ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہونے میں کوئی منافات نہیں اس صورت میں کہ وہ آپ کی شریعت کے احکام بیان کریں اور آپؐ کے طریق کو پختہ کریں۔ خواہ وہ ایسا اپنی وحی سے ہی کریں جیسا کہ حدیث لو کان موسیٰ ... اس طرف اشارہ کرتی ہے اور مراد یہ ہے کہ موسیٰ وصفِ نبوّت اور رسالت کے ساتھ زندہ ہوتے تو آپؐ کی پیروی کرتے۔ ورنہ نبوّت و رسالت کے چھن جانے کی وجہ سے آنحضرت کی فضیلت باقی نہیں رہتی ۔"

پھر ایک جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

لو عاش ابراهيم لكان
نبيًّا - (ابن ماجہ)

کہ میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا - پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ سے یہ نعمت امّت میں جاری رکھی گئی ہے البتہ غیروں کے لئے دروازہ بند ہے - و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ ربّ العالمین ٭

بقیہ صفحہ ۲۲ اکابر علماء احناف اور انگریزی حکومت

"۱۷ فروری روز شنبہ کو اسٹریچی ہال میں لیڈیز، یوروپین افسران، رؤسائے علی گڑھ اور طلباء کالج کا ایک اور عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں سرکاری طور پر رسم عطائے خلعت ادا کی گئی اور مسٹر ہونگش کمشنر قسمت میرٹھ نے مولانا کو اپنے ہاتھ سے عمامہ، عباء اور تمغہ عطا کیا (حیات شبلی صفحہ ۲۵۸) مولانا شبلی کے تاثرات کچھ اس طرح تھے "میں انگریز گورنمنٹ کی نہایت قدر اور عزّت کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اس کے تمام احکام اور قاعدے، سیاست اور انتظام کے اعلیٰ اصول پر مبنی ہیں اور اس بناء پر اس خطاب کی جو گورنمنٹ نے مہربانی سے مجھ کو عطا کیا ہے نہایت قدر اور منزلت کرتا ہوں" (حیات شبلی صفحہ ۲۵۶)

(اخبار الاعتصام ۲ جولائی ۱۹۷۱ء صفحہ ۲)

(باقی)

قسط اوّل

اکابر علماءِ احناف اور انگریزی حکومت

اہلحدیث اخبار الاعتصام لاہور کے چند نہایت کارآمد حوالے

اخبار الاعتصام لاہور اہلحدیثوں کا پُرانا اور وقیع اخبار ہے۔ اس میں دیوبندی عالم پروفیسر محمد ایوب قادری صاحب کے ان بیانات کے جواب دینے کی کوشش کی جارہی ہے جن میں قادری صاحب نے ثابت کیا ہے کہ اہلحدیث گروہ انگریزی حکومت کا انتہائی مدح خوال، وفادار اور ممنونِ احسان رہا ہے۔ ٹھوس حوالہ جات اور واقعات کا جواب تو مشکل تھا تاہم اخبار الاعتصام نے یہ موقف لیا ہے کہ حنفی اور دیوبندی علماء بھی اسی حمام میں ہیں۔ ہم ذیل میں اپنے قارئین کے ازدیادِ علم کے لئے الاعتصام کے اقتباسات قسط وار شائع کرینگے۔

(۱)

الاعتصام لکھتا ہے:-

"قادری صاحب کی مجبوری یہ ہے کہ وہ ایک ایسے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جس کے اکابر نے ماضی میں تحریکِ جہاد کو کچلنے کے لئے عیسائی گورنمنٹ کا ساتھ دیا۔ جہاد کے خلاف فتوے شائع کئے۔ رائے عامہ کو ان مجاہدین کے خلاف اور انگریز کے حق میں ہموار کیا۔ عوام میں ان کو رافضی اور خارجی جیسے قبیح الفاظ سے بدنام کیا۔ بغاوت کے مقدمات میں ان کے خلاف شہادتیں دیں اور سید احمد شہیدؒ کی چلائی ہوئی خالص مذہبی تحریک کو محض ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے ایک مُلکی اور غیر اسلامی تحریک کی صورت میں پیش کیا۔" (الاعتصام ۲۵ جون ۱۹۷۱ء صفحہ ۱۱)

(۲)

مولانا شبلی نعمانی کو جنوری ۱۸۹۴ء میں انگریزی گورنمنٹ نے شمس العلماء کا خطاب دیا۔ اس کے ذکر پر اخبار الاعتصام لکھتا ہے:-

"اس کی خوشی میں دعوتیں، استقبالئے اور جلسے منعقد کئے گئے جن میں عربی، فارسی اور اُردو میں متعدد قصیدے پیش کئے گئے اور زیادہ سے زیادہ مؤثر انداز میں عیسائی گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا گیا۔ (باقی صفحہ ۳۹ پر)

سوالات اور ان کے جوابات

سوال ۱ ۔ حدیث لولاک لما خلقت الافلاک کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

الجواب: ۔ حدیث لولاک لما خلقت الافلاک ایک مشہور اور زبان زد خلائق حدیث ہے مگر محدثین نے اسے سند کے اعتبار سے موضوع قرار دیا ہے اور معنی کے لحاظ سے درست چنانچہ حضرت ملّا علی قاریؒ اپنی کتاب موضوعات کبیر میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"حدیث لولاک لما خلقت
الافلاک قال الصغانی
انہ موضوع کذا فی الخلاصۃ
لکن معناہ صحیح قد
روی الدیلمی عن ابن عباس
رضی اللہ عنہما مرفوعاً
اتانی جبرئیل فقال یا محمد
لولاک لما خلقت الجنۃ و
لولاک ما خلقت النار و
فی روایۃ ابن عساکر
لولاک ما خلقت الدنیا"

(موضوعات کبیر ص ۵۹ مطبوعہ مصر)

یعنی حدیث لولاک لما خلقت الافلاک کے بارے میں الصغانی فرماتے ہیں کہ یہ موضوع ہے۔ اسی طرح الخلاصہ میں بھی یہی بات مذکور ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی تحریر ہے کہ معنی کے اعتبار سے یہ حدیث صحیح ہے۔ الدیلمی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے اور اس روایت کی سند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آیا اور اس نے کہا اے محمدؐ! اگر تُو نہ ہوتا تو میں جنت کو پیدا نہ کرتا اور اگر تُو نہ ہوتا تو میں دوزخ کو پیدا نہ کرتا اور ابن عساکر کی روایت میں حدیث کے یہ الفاظ ہیں۔ اگر تُو نہ ہوتا تو میں دُنیا کو پیدا نہ کرتا۔

اس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حَکَم اور عدل قرار دیا ہے حدیث لولاک لما خلقت الافلاک کو درست اور صحیح قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپؑ کے الہامات سے بھی اس حدیث کی تصدیق ہوتی ہے نیز حضورؑ نے اپنے فارسی اشعار میں فرمایا ہے ؎

آں رسولِ مجتبیٰ بود آفتابے
شرق و غرب شد از وے فیضیاب

صد ہزاراں شیر بود اندر ستنے
ہر دو عالم ہم پدید از زنے
(درِّمکنون صفحہ ۱۸)

یعنی رسولِ مجتبیٰ جو ایک روحانی سورج تھے مشرق و مغرب اُسی سے فیضیاب ہوئے۔ ہزاروں شیر اُس کے وجود میں موجود ہیں اور دونوں جہانوں کو اُسی کی وجہ سے نیست سے ہست میں لایا گیا۔

ایک اور فارسی شعر میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

ہماں سرور و سیّد نورِ جہاں
محمدؐ کز و ہست نقشِ جہاں

یعنی وہی سردار اور سیّد اور نورِ جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جن کی وجہ سے اِس جہان کا نقش قائم ہوا۔ (بدر ۲۹ اپریل ۱۹۰۹ء)

سوال ۱۲: کیا مسلمانوں کے تہتّر فرقے ہو جانے والی حدیث کا ظہور ہو چکا ہے؟

الجواب: حدیث شریف میں مسلمانوں کے ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جانے کی جو پیشگوئی ہے اُس کے مطابق واقعۃً مسلمانوں کے فرقے پیدا ہو چکے ہیں۔ اِس سلسلہ میں عبدالقاہر بن طاہر ابی المنصور البغدادی اپنی کتاب الفَرق بَین الفِرَق کے صفحہ ۲۸ میں مسلمانوں کے ۷۳ فرقوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"فھذہ الجملۃ تشتمل علی
ثنتین و سبعین فرقۃ
منھا عشرون روافض و
عشرون خوارج و عشرون
قدریۃٌ و خمس مرجئۃٌ
و ثلاث نجاریۃٌ و بکریۃٌ
و ضراریۃٌ و جھمیۃٌ و
کرامیۃٌ والفرقۃ الثالثۃ
والسبعون من اھل السنۃ
والجماعۃ۔"

یعنی اِن تمام ۷۳ فرقوں کی تفصیل یہ ہے کہ ان میں سے بیس فرقے روافض کے، بیس خوارج کے، بیس قدریہ اور پانچ مرجئہ اور تین نجاریہ کے فرقے اور مزید فرقے بکریہ، ضراریہ، جہمیہ اور کرامیہ کے فرقے ہیں۔ اور تہتّرواں اہلِ سُنّت والجماعت کا فرقہ ہے۔"

حقیقت میں ۷۳ واں فرقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق "ما انا علیہ و اصحابی" کا ہے یعنی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دلوں میں جس طرح زندہ خدا کی زندہ اور تازہ تجلیات اور نشانات پر ایمان، اپنی جانوں اور اموال کو خدا تعالیٰ کی راہ قربان کرنے کا جذبہ پایا جاتا تھا آج یہ قربانی و ایثار اور زندہ خدا پر ایمان مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے صرف اور صرف جماعت احمدیہ میں پایا جاتا ہے جو تبلیغ و اشاعتِ اسلام میں ہمہ تن مصروف ہے جس کے ذریعہ دنیا بھر میں ایک عظیم روحانی انقلاب برپا ہو رہا ہے۔

سوال ۴۳ـ مولوی منظور احمد صاحب چنیوٹی نے هٰذا
خلیفۃ اللہ المهدی بحوالہ بخاری
اور مسیح موعود کے صدی کے سر پر ظاہر ہونے
کے اِن کو جھوٹ قرار دیا ہے۔

الجواب: منظور احمد صاحب چنیوٹی پُرانے اعتراضات کو
شائع کرتے رہتے ہیں جن کا جواب جماعت احمدیہ کی طرف
سے کئی بار دیا جا چکا ہے۔ اس کی تفصیل کیلئے دیکھیں
خاکسار کی کتاب تفہیماتِ ربانیہ صفحہ ۲۳۹ تا صفحہ ۲۴۴
بجواب اعتراض هٰذا خلیفۃ اللہ المهدی۔

اِسی طرح منظور احمد چنیوٹی نے دوسرا اعتراض
براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۸ کے ان الفاظ پر جو
کیا ہے "ایسا ہی احادیث صحیحہ میں تھا وہ مسیح موعود
صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا
مجدّد ہوگا" اس کا بھی تفصیلی جواب کئی بار دیا جا چکا
ہے۔ مکرم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل نے بھی اپنی
تصنیف "حافظ محمد ابراہیم صاحب کمیرپوری کے
وساوس کا ازالہ" میں مولوی منظور احمد صاحب کے
اِن دونوں اعتراضوں کا تفصیل سے جواب دیا ہے۔
یہ دونوں کتابیں آپ منگوا کر مطالعہ کر سکتے ہیں۔
"هٰذا خلیفۃ اللہ المهدی" پر اعتراض کے
جوابات درج ذیل ہیں:۔

الجواب ۱: یہ حدیث ابونعیم تلخیص المتشابہ میں
موجود ہے۔ حجج الکرامہ صفحہ ۲۶۶ پر بھی مذکور ہے
علامہ سندی نے هٰذا خلیفۃ اللہ المهدی
والی روایت پر لکھا ہے:۔
"کذا ذکرہ السیوطی وفی الزوائد
هٰذا اسناد صحیح رجالہٗ
ثقات ورواہ الحاکم
فی المستدرک وقال صحیح
علی شرط الشیخین (حاشیہ
ابن ماجہ مطبوعہ مصر ص۲۶۹)

ترجمہ۔ اس کو سیوطی نے بھی ذکر کیا ہے۔
اس کی سند صحیح اور راوی ثقہ ہیں۔
امام حاکم نے اس کو مستدرک میں
بیان کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری
اور مسلم کی شرط کے مطابق بھی صحیح ہے
پس یہ حدیث نہایت نہایت معتبر حدیث
اسلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان
کو کذب قرار دینا غلط ہے۔

الجواب ۲: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف طور
پر تحریر فرمایا ہے:۔
"میں کہتا ہوں کہ مہدی کی خبریں
ضعف سے خالی نہیں اسی وجہ سے
امامین حدیث نے ان کو نہیں لیا"
(ازالہ اوہام صفحہ ۲۳۵ طبع سوم)

نیز حمامۃ البشریٰ صفحہ ۴۴ میں حضورؑ نے تحریر
فرمایا ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم نے
مہدی کی بابت کوئی حدیث اپنی صحیح میں ذکر
ہی نہیں کی۔

اِن دونوں حوالوں سے ظاہر ہے کہ حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک مہدی کی کوئی روایت بخاری میں موجود نہیں۔ پس شہادۃ القرآن ص۴۱ کی عبارت میں بخاری کے حوالہ کا ذکر سبقتِ قلم ہے اسے کذب قرار دینا غلط ہے۔ بھول چوک نبیوں سے بھی ہو جاتی ہے۔ اخبار اہلحدیث میں لکھا ہے:-

"فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے اس کے اور کچھ نہیں میں بشر ہوں مثل تمہارے میں بھی بھول جاتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو۔ فرمایا کہ میں آدمی ہوں بعض دفعہ غسلِ جنابت بھول جاتا ہوں میں بھی تمہاری طرح آدمی ہوں مجھے خطا اور صواب کا امکان ہے۔"

(اہلحدیث ۶ جون ۱۹۲۳ء ص۵-۶)

الجواب ۳:- حوالہ کی غلطی کو جھوٹ نہیں کہتے۔ ورنہ آئیے مندرجہ ذیل بزرگوں پر بھی کذب بیانی کا فتویٰ دیجئے:-

علامہ سعد الدین تفتازانی، ملا خسرو، ملا عبد الکریم تینوں نے لکھا ہے کہ حدیث "یکثر لکم الاحادیث بعدی" کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں درج کیا ہے۔ (تلویح شرح توضیح جلد ۱ ص۲۶۱) کیا آپ ان بزرگوں کو کاذب قرار دیں گے کیونکہ یہ حدیث بخاری میں تو نہیں ہے؟

پھر امام ابن الربیع نے حدیث "خیر السودان ثلاثۃ لقمان وبلال ومهجع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کو رواہ البخاری فی صحیحہ فرمایا ہے (موضوعات کبیر ص۴۲) حالانکہ یہ بخاری میں نہیں ہے بلکہ حاکم کی روایت ہے۔ اب کیا امام ابن الربیع کو بھی کاذب قرار دیں گے یا اس بیان کو سہو پر محمول کریں گے؟

ما هو جوابكم فهو جوابنا

مولوی منظور احمد چنیوٹی نے جو دوسرا اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۸ کی اس عبارت پر کیا ہے:-

"ایسا ہی احادیث میں لکھا ہے کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔"

الجواب:- اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے یہ مضمون یوں ثابت ہے کہ حذیفہ بن یمان سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اذا مضت الف ومائتان واربعون سنة يبعث الله المهدى۔

(النجم الثاقب جلد ۲ ص۲۰۹)

یعنی جب ایک ہزار دو سو چالیس سال گزر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ مہدی کو بھیجے گا۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ مہدی موعود کو ۱۲۴۰ سال کے بعد ظاہر ہونا چاہئیے۔

اسی طرح دوسری حدیث یہ ہے "الآیات بعد المائتین" (ابن ماجہ مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ)
اس کی تشریح میں حضرت ملّا علی قاریؒ فرماتے ہیں :-

ویحتمل ان یکون اللّام
بعد المائتین بعد الالف
وھو وقت ظھور المھدی
(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ برحاشیہ ص ۲)

یعنی المائتین کے لفظ پر جو الف لام ہے اُسے مدّنظر رکھتے ہوئے اُس کے یہ معنی ہوسکتے ہیں کہ ایک ہزار برس کے بعد دوسو سال گزرنے پر نشانات ظاہر ہوں گے اور یہی مہدی کے ظہور کا وقت ہے۔
نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالوی مذکورہ بالا حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں :-

"مراد باین دوصد سال از الف
ہجرت بود چنانکہ بعض اہل علم
تاویل ظہور الآیات بعد
المائتین ہمچنیں کردہ اند"
(حجج الکرامہ ص ۳۹۳)

یعنی دوصد سال سے مراد ہجرت کے ایک ہزار سال بعد کے دوصد سال ہی ہیں جیسا کہ بعض اہل علم نے الآیات بعد المائتین کی تشریح میں یہی کہا ہے۔
مذکورہ بالا احادیث میں مہدی کے ظہور کی آیات و علامات تو بارھویں صدی ہجری کے بعد ظاہر ہونا بیان کیا گیا ہے اور اُن علامات و آیات کے بعد مہدی موعود نے ظاہر ہونا ہے۔ اور النجم الثاقب جلد ۲ ص ۲۰۹ والی حدیث میں مہدی موعود کے ۱۲۴۰ سال کے بعد ظاہر ہونے کی خبر دی گئی ہے۔
اس کے ساتھ ہی ابوداؤد کی حدیث میں آیا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا (ابوداؤد جلد ۲ مشکوٰۃ کتاب العلم)
یعنی اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک ... ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو اِس اُمت کے لئے دین کی تجدید کیا کرے گا۔ چونکہ حدیث لا مھدی الّا عیسٰی (ابن ماجہ جلد ۲ ص ۲۵ مطبوعہ مصر باب شدۃ الزمان) کے مطابق مسیح اور مہدی ایک ہی شخص ہے اور مسند احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۴۱۱ کی حدیث یُوشِکُ مَن عاش منکم ان یلقی عیسی ابن مریم اماماً مھدیاً یکسرُ الصلیب ویقتلُ الخنزیر بھی مسیح موعود کو ہی امام مہدی قرار دیتی ہے۔ لہٰذا مسیح و مہدی کے ۱۲۴۰ کے بعد ظاہر ہونے والی حدیث اور ہر صدی کے سر پر مجدّد مبعوث ہونے کی حدیث پر مجموعی نظر ڈالنے سے مسیح موعود کا چودھویں صدی کے سر پر آنا متعیّن ہوجاتا ہے۔
نواب صدیق حسن خان صاحب حجج الکرامہ ص ۳۹۴ پر تحریر فرماتے ہیں :-

"نیز وارد شدہ کہ ظہور مہدی
برسر مائہ باشد"

یعنی یہ بھی آیا ہے کہ مہدی کا ظہور صدی کے سر پر ہوگا +

+ جب ظہور فرما ہوں گے تو [illegible] صدی کے سر پر ہوگا۔

فضلِ عمر درس القرآن کلاس اور ہمارے شعراء کا تازہ کلام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے قرآن مجید کی تعلیم و تدریس کے لئے وسیع سکیم جاری فرمائی ہے۔ اسی کے لئے ہر سال جماعتی طور پر مرکز سلسلہ میں فضلِ عمر درس القرآن کلاس کا انعقاد ہوتا ہے۔ یہ کلاس کئی سالوں سے جاری ہے۔

اِس سال ۵؍جولائی ۱۹۷۱ء تا ۸؍اگست ۱۹۷۱ء یہ کلاس جاری رہی۔ اس میں طلبہ و طالبات کی تعداد تقریباً ساڑھے سات سو تھی جن کی تدریس کے لئے مسجد مبارک ربوہ میں انتظام تھا۔ لاؤڈ سپیکر اور پردہ کا انتظام تھا۔

اجتماعی الوداعی تقریب میں جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کا پیغام سُنایا گیا اور ہدایات و نصائح کی گئیں وہاں محترم جناب نسیم سیفی نے اس کلاس کے طلبہ کو قافلۂ شوق کے ماتحت مندرجہ ذیل قطعات سُنا کر محظوظ فرمایا۔

قافلۂ شوق

(۱)

ہیں مصطفوی رُوح سے شاداب دل و جاں
پابندیٔ احکامِ خداوند ہے ایماں
ہر آیۂ قرآں ہو اگر راہبرِ زیست
ہر راہگذر ہوتی ہے تابندہ و رخشاں

(۲)

ہے روزِ ازل ہی سے مشیّت کو یہ منظور
قرآں بنے دونوں جہاں کے لئے دستور
ہو اس کی شعاعوں سے ہر اک چیز منوّر
ہر چیز ہو تاریک اگر اس سے رہے دُور

(۳)

تعلیم و تعلّم ہے بہت باعثِ برکات
اس سے تو سدھر جاتے ہیں بگڑے ہوئے حالات
انسان بہت آج تباہی کے قریں ہے
تاریک فضاؤں میں بھٹکتا ہے وہ دن رات

(۴)

لے جائیں ہر اک سمت یہ پیغام خدا کا
پھر نامِ خدا گونج اُٹھے نام خدا کا
ہر ملک ہر اک خطّے ہر اک شہر میں آ دوست
ہر شخص بنے بندۂ بے دام خدا کا

(۵)

ہوتا ہے رواں قافلۂ شوق ہمارا
ہر شے میں چمکتا ہے مقدّر کا ستارا

طلباءِ فضلِ عمر درس القرآن سے خطاب

"رسید مژدہ کہ ایامِ نوبہار آمد"

۴ر اگست ۱۹۷۱ء کی شام کو ایوانِ محمود ربوہ میں طلبہ فضلِ عمر درس القرآن کو دی گئی الوداعی پارٹی میں یہ نظم محترم چودھری شبیر احمد صاحب بی۔اے نے نہایت خوش الحانی سے پڑھی یہ انکی تازہ ترین نظم ہے (ادارہ)

خوشا نصیب اے طلابِ علمِ قرآنی — علومِ معرفتِ حق سے مستفیض کیا
تمہی کرو گے بفضلِ خدا جہانبانی — کچھ اس طرح سے سنایا کلامِ یزدانی

بفیضِ ساقیٔ کوثر زمینِ ربوہ میں — رہا قیام تمہارا اک ایسی بستی میں
رواں ہے چشمۂ آبِ حیاتِ روحانی — جہاں جبینوں پہ قرآن کی ہے تابانی

بنامِ فضلِ عمرؓ نہرِ خوشگوار سے تم — تمہاری راہ میں بیٹھی ہیں تشنہ لب روحیں
بجھا کے پیاس چلے ہو بفضلِ یزدانی — دہن سے ان کے لگاؤ یہ جامِ روحانی

رہے نقیب تمہارے ابوالعطاء صاحب — جہاں بھی گوشۂ تاریک تم کو آئے نظر
بقولِ فضلِ عمرؓ جو ہیں خالدِ ثانی — بکھیر دو وہاں للّٰہ نورِ قرآنی

تمہیں نصیب ہوئی دیدِ ابنِ فضلِ عمرؓ — "رسید مژدہ کہ ایامِ نوبہار آمد"
ہے آج مطلعِ انوار جس کی پیشانی — ملا مسیحِ زماں کو پیامِ ربّانی

دلوں کو جس کے تکلم نے پھر جنوں بخشا — ہمیں یقین ہے شبیرؔ اسکے وعدوں پہ
دکھائی جس نے رہِ عشقِ ذاتِ سبحانی — تمہی کرو گے بفضلِ خدا جہانبانی

کاش ہر دل میں محبّت ہی محبّت ہوتی

(نتیجۂ فکر جناب مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ایم اے ۔ جزائر فجی)

(۱)

کاش دُنیا میں محبت ہی محبّت ہوتی
کاش انساں کو نہ انسان سے نفرت ہوتی

نہ کوئی برسرِ پیکار کسی سے ہوتا
نہ عدالت کی نہ حاکم کی ضرورت ہوتی

بغض و کینہ نہ کسی دل میں پنپنے پاتا
نہ زباں پہ کوئی دشنام نہ غلیت ہوتی

ہے محبت ہی فقط دردِ محبت کا علاج
کاش پنہاں نہ کسی سے یہ حقیقت ہوتی

خونِ انساں نہ بہاتا کسی انسان کا ہاتھ
نہ کہیں ظلم و تشدّد نہ عدالت ہوتی

پاک رہتی یہ زمیں جنگ و جدل سے یکسر
نہ کسی فوج نہ لشکر کی ضرورت ہوتی

کاش ہر آنکھ فقط پیار سے دیکھا کرتی
کاش ہر دل میں محبت ہی محبّت ہوتی

(۲)

کاش انسان محمدؐ سے محبّت کرتا
اُس سے تا ربِّ محمدؐ کو محبّت ہوتی

حق کے اس مظہرِ کامل کا نہ گر ہوتا ظہور
ساری دُنیا میں جہالت ہی جہالت ہوتی

ہر طرف شرک و ضلالت ہی کا چرچا ہوتا
حق تعالیٰ کی کہیں بھی نہ عبادت ہوتی

نہ جہاں بھر میں مساوات کہیں آتی نظر
نہ اخوّت نہ مروّت نہ شرافت ہوتی

ایک ہی قبلہ و کعبہ کی طرف سب جھکتے
ہر طرف ایک ہی دیں اک ہی سیاست ہوتی

نورِ اسلام سے ہر قوم منوّر ہوتی
اور محمّدؐ کی خلافت کی قیادت ہوتی

یوں اگر ہوتا تو لاریب یہ دُنیا صدّیقؔ
ہر بشر کے لئے گہوارۂ جنّت ہوتی

جناب پیر معین الدین صاحب - ربوہ

حضرت نوح علیہ السلام کا لبث فی القوم اور قرآن کریم

[محترم پیر معین الدین صاحب کا یہ تفسیری مقالہ شائع کیا جا رہا ہے۔ اس بارے میں دوسرے احباب بھی اپنا نقطۂ نگاہ پیش فرما سکتے ہیں۔ ادارہ کا ہر حصہ سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ایڈیٹر)]

قرآن کریم میں آتا ہے :-

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی
قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ
سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ
فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَ
هُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ (عنکبوت: ۱۵)

اس آیت کی بنا پر اکثر مفسرین نے سمجھا ہے کہ حضرت نوحؑ کی عمر ۹۵۰ سال تھی لیکن بعض نے کہا ہے کہ اس آیت میں اُن کی عمر کا نہیں اُن کے عہدِ نبوّت کا ذکر ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کون سا خیال درست ہے اور اس کے درست ہونے پر کیا دلیل ہے اور ایسا تو نہیں کہ ان دونوں میں سے کوئی خیال بھی کُلّی یا جزوی طور پر درست نہ ہو؟

ان سوالوں کا خاطر خواہ جواب پانے کے لئے ہمیں اس آیت کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنا ہوگا لیکن ایک بنیادی بات شروع سے مدِّ نظر رکھ لینی چاہیئے اور وہ یہ کہ اس آیت میں مدّت کے بیان کرنے کے لئے دو لفظ "سَنَةٍ" اور "عَامًا" لائے گئے ہیں۔ اور ان لفظوں میں جہاں یہ اشتراک ہے کہ دونوں ہی "سال" کے معنی دیتے ہیں وہاں یہ فرق بھی ہے کہ سَنَةٌ کا لفظ اَور قسم کے سالوں کے لئے آتا ہے اور عَامٌ کا لفظ اَور قسم کے سالوں کے لئے۔ اسلئے "اِلَّا" کے ساتھ جو استثناء آیا ہے وہ استثناء متّصل بھی ہو سکتا ہے استثناء منقطع بھی۔ یعنی مستثنیٰ ہونے والے پچاس سال مذکورہ ہزار سال میں سے بھی ہو سکتے ہیں اور انکے علاوہ بھی۔ لہذا ہمیں ان دو صورتوں کو الگ الگ لے کر

اس آیت پر غور کرنا ہوگا۔

(۱)

استثنا متصل والی صورت لی جائے تو پہلی بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ مستثنیٰ ہونے والے پچاس سال ابتدائی سال تھے یا آخری؟ سو جاننا چاہیئے کہ اول سَنَةٌ کا شمار سال کے کسی بھی حصہ سے ہو سکتا ہے لیکن عَامٌ کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اس کا شمار سال کے پہلے مہینہ سے ہو۔ اسلئے عَامٌ کے بعد تو بلا فصل سَنَةٌ آ سکتا ہے لیکن سَنَةٌ کے بعد عَامٌ کا بلا فصل آنا ضروری نہیں۔ اور یہاں چونکہ ایسے زمانوں کا ذکر ہے جن میں وقفہ ممکن نہیں اسلئے حکمت کا تقاضا یہی تھا کہ عَامٌ کا لفظ ابتدائی سالوں کے لئے رکھا جاتا۔ بیشک سورۃ یوسف میں پہلے "سِنِیْنَ" اور پھر "عَامٌ"[1] کے آنے کا ذکر کیا گیا ہے لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ وہاں ثُمَّ یَاْتِیْ عَامٌ نہیں کہا گیا بلکہ "ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ" کہا گیا ہے اور "مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ" کا اضافہ کرنا بتاتا ہے کہ "سَنَةٌ" اور "عَامٌ" میں کچھ وقفہ تھا۔ دوسرے یہاں کہا یہ گیا ہے کہ (رسول بننے کے بعد) "نوحؑ اپنی قوم میں ہزار سال رہے سوائے پچاس سالوں کے"۔ اگر یہ پچاس سال آخری سال ہوتے تو ان کے ذکر کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ صرف یہ کہا جانا چاہیئے تھا کہ آپ ۹۵۰ سال اپنی قوم میں رہے تیسرے اگر یہ پچاس سال آخری سال ہوں تو چونکہ ان میں حضرت نوحؑ کے "لَبِثَ فِی الْقَوْمِ" کی نفی کی گئی ہے اسلئے اس صورت میں ماننا پڑے گا کہ عذاب (جس کا ذکر آخر پر ہے) حضرت نوحؑ کے بعد آیا تھا لیکن یہ قرآن کریم کی دوسری متعلقہ آیات کے صریحاً خلاف ہے۔

دوسری بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ طوفان ابتدائی پچاس سالوں میں آیا تھا یا بعد کے ۹۵۰ سالوں میں۔ سو اس کے متعلق جاننا چاہیئے کہ ابتدائی پچاس سالوں کے لئے "عَامٌ" کا اور بعد کے ۹۵۰ سالوں کے لئے "سَنَةٌ" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور تمام اہل لغت کے نزدیک "عَامٌ" کا لفظ شادابی اور خوشحالی کے سالوں کے لئے آتا ہے اور "سَنَةٌ" کا لفظ قحط اور تنگی اور مصیبت کے سالوں کے لئے۔ اور ظاہر ہے کہ قحط اور مصیبت کے سال طوفان کے بعد ہی کے سال ہوں گے۔ ایک تو اس وجہ سے اور دوسرے اس وجہ سے کہ قرآن کریم کی رُو سے اکثر خوشحالی لوگوں کے کفر و اباء کا (اور اس طرح عذاب الٰہی کا) موجب ہو جایا کرتی ہے اور اس کے بالمقابل تنگی و تکلیف کے دن دلوں کو نرم کر کے حق کی طرف مائل کرنے کا موجب ہو جایا کرتے ہیں اسلئے ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ طوفان ابتدائی پچاس سالوں ہی کے آخر میں آیا تھا نہ کہ بعد کے ۹۵۰ سالوں میں اور چونکہ خوشحالی کے پچاس سالوں (خَمْسِیْنَ عَامًا) کے معاً بعد سِنِیْنَ یعنی تنگی و تکلیف کا زمانہ شروع ہو گیا تھا اسلئے اس میں بھی شبہ نہیں ہونا چاہیئے کہ عذاب ان ۵۰ سالوں کے آخر میں آیا ہوگا۔

تیسری بات جو غور طلب ہے وہ یہ ہے

---

[1] سورۃ یوسف : ۵۰

کہ حضرت نوحؑ کے "لَبِثَ فِي الْقَوْمِ" سے مستثنےٰ ہونے والے پچاس سال آپ کے مامور ہونے کے بعد کے سال تھے یا مامور ہونے سے پہلے کے؟ سو جاننا چاہیئے کہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ عذابِ الٰہی پہلے ۵۰ سالوں کے آخر میں آیا تھا تو اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ ان سالوں میں حضرت نوحؑ مبعوث ہو چکے تھے کیونکہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے:-

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝

(بنی اسرائیل ۱۶)

دوسری دلیل اس پر یہ ہے کہ استثنائِ متصل کی صورت میں یہ پچاس سال مذکورہ ہزار سال ہی میں سے تھے اور جیسا کہ انشاء اللہ آگے وضاحت آئے گی یہ ہزار سال سارے کے سارے حضرت نوحؑ کے عہدِ رسالت کے سال تھے۔

مختصر یہ کہ استثنائِ متصل کی صورت میں حضرت نوحؑ کے ہزار سالہ "لَبِثَ فِي الْقَوْمِ" میں سے جن پچاس سالوں کی استثناء کی گئی ہے وہ ابتدائی سال تھے۔ اُنہیں سالوں میں قومِ نوحؑ پر طوفان کا عذاب آیا تھا اور ان سالوں میں حضرت نوحؑ کی بعثت شروع ہو چکی تھی۔ پس باوجودیکہ ان پچاس سالوں میں حضرت نوحؑ کی بعثت شروع ہو چکی تھی خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ان سالوں میں ان کا اپنی قوم میں "لَبِثَ" نہیں تھا صاف بتاتا ہے کہ "لَبِثَ" کی اِس نفی سے اُن کے قوم میں موجود ہونے کی نفی مراد نہیں ہے بلکہ قوم میں مقبول ہونے کی نفی مراد ہے۔ لہٰذا اس کے بالمقابل جو اُن کے اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سالہ "لَبِثَ" کا اثبات ہے تو اس سے بھی یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ اِس سارے عرصہ میں وہ بجسدِ عنصری اپنی قوم میں موجود رہے بلکہ یہی مراد ہو گی کہ اس زمانہ میں اُن کی قوم اُن پر ایمان لے آئی تھی اور اُس نے اپنے ایمان کو قائم بھی رکھا تھا۔ ہاں باوجودیکہ حضرت نوحؑ کے ماننے والے بعد کے ہر زمانہ میں بھی ہوتے رہے ہیں قرآن کریم کے یہ کہنے سے کہ آپ کا زمانۂ لَبِثَ فِي الْقَوْمِ ہزار سال تھا۔ یہ اشارہ بھی نکلتا ہے کہ اِس مدت کے بعد کوئی اور تشریعی نبی آ گیا تھا اور قومِ نوحؑ ساری کی ساری اُس پر ایمان لے آئی تھی جس کی وجہ سے پھر وہ حضرت نوحؑ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی تھی۔ ورنہ اگر اس کا ایک حصہ بھی اس نئے نبی پر ایمان نہ لایا ہوتا تو حضرت نوحؑ پر ایمان رکھنے کی وجہ سے وہ حصہ قومِ نوحؑ ہی کہلاتا اور چونکہ قوم کے ایمان لانے ہی کو حضرت نوحؑ کا "لَبِثَ فِي الْقَوْمِ" قرار دیا گیا ہے اسلئے اِس صورت میں حضرت نوحؑ کے عہدِ نبوّت کو ہزار سال تک محدود کرنا درست نہ ہوتا۔

اس کے بعد یہ سمجھنا چنداں مشکل نہیں رہتا کہ خدا تعالیٰ نے جو یہ فرمانے کی بجائے کہ نوحؑ اپنی قوم میں ۹۵۰ سال رہے یہ فرمایا ہے کہ وہ ہزار سال رہے مگر ۵۰ سال نہیں رہے اور پھر ان دو زمانوں سے

بیان کرنے کے لئے دو مختلف لفظ "سَنَةٌ" اور "عَامٌ" استعمال کئے ہیں تو یہ بلا وجہ نہیں بلکہ یہ بتانے کے لئے ہے کہ حضرت نوحؑ کا عہدِ نبوت ہزار سال ہی تھا مگر ان میں سے پہلے ۵۰ سال جو شادابی و خوشحالی کے سال تھے یا یا لفاظِ دیگر جو ایسے سال تھے کہ جن میں لوگوں کے کفر و اِبا کا امکان زیادہ ہوا کرتا ہے۔ اُن سالوں میں اُن کی قوم بحیثیت قوم اُن پر ایمان نہیں لائی تھی لیکن باقی ۹۵۰ سالوں میں جو تنگی و مصیبت کے سال تھے (یعنی ایسے سال تھے کہ جن میں دلوں کے نرم ہو کر رجوع الی الحق ہونے کا امکان زیادہ ہوا کرتا ہے) اُن سالوں میں اُن کی قوم اُن پر ایمان لے آئی تھی اور اُس نے اپنے ایمان کو قائم بھی رکھا تھا۔

پھر مذکورہ بالا فرق کے علاوہ "سَنَةٌ" اور "عَامٌ" کے لفظوں کے استعمال میں ایک اور فرق بھی ہے۔ چنانچہ "سَنَةٌ" کا لفظ زمین کی سورج کے گرد ایک مکمل گردش کے لئے یعنی سال کے لئے آتا ہے اور "عَامٌ" کا لفظ بارہ ۱۲ عربی مہینوں کے مجموعہ یعنی قمری سال کے لئے آتا ہے۔ چنانچہ تاج العروس میں واضح طور پر "سَنَةٌ" کو شمسی اور "عَامٌ" کو قمری سال قرار دیا گیا ہے۔ دوسرا فرق ان میں یہ ہے کہ "عَامٌ" "سَنَةٌ" سے اخص ہے یعنی ہر "عَامٌ" "سَنَةٌ" ہے مگر ہر "سَنَةٌ" "عَامٌ" نہیں۔ (اقرب)

پس "اَلْفَ سَنَةٍ" میں سے "خَمْسِیْنَ عَامًا" کو نکالنا بتاتا ہے کہ ایک اعتبار سے وہ سارا زمانہ ہی شمسی زمانہ تھا اور دوسرے اعتبار سے اس میں سے پچاس سال قمری زمانہ پر مشتمل تھے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جو ان سالوں کو دو الگ الگ وجودوں (معروف شمس اور قمر) کی بنا پر ظاہری رنگ میں نہیں بلکہ کسی ایک ہی وجود کی بنا پر مجازی رنگ میں شمسی یا قمری قرار دیا گیا ہو یعنی مطلب یہ ہو کہ یوں تو ایک وجود جو شمس کی طرح تیز روشنی اور حرارت کا حامل تھا اس سارے عرصہ میں اپنی قوم پر جلوہ کناں رہا تھا لیکن مستثنیٰ ہونے والے پچاس سالوں میں اُس کی روشنی اور حرارت لوگوں پر قمر کی روشنی اور حرارت سے کچھ زیادہ اثر انداز نہیں ہوئی۔ یعنی جیسا کہ قمری راتوں میں ہوا کرتا ہے ان پچاس سالوں میں چند ایک غیر معمولی تیز نظر رکھنے والوں اور شب بیدار رہنے والوں کے علاوہ دوسرے لوگ نہ تو اپنے خوابِ غفلت سے بیدار ہوئے تھے اور نہ ہی اُن کے اندر کوئی خاص روحانی حرارت پیدا ہوئی تھی۔ لیکن اس عرصہ کے بعد (جب طوفان آچکا اور مصائب اور مشکلات کے تھپیڑوں نے اُن کی آنکھوں کی پٹیاں کھول دیں تو) اُن کی حالت بدل گئی اور جیسا کہ سورج کے بلند ہو جانے کے بعد ہوا کرتا ہے وہ اپنے خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر اچھے اور بُرے میں تمیز کرنے لگے۔ اپنے تئیں اس شمس کے سامنے ڈال کر انہوں نے اپنے اندر روحانی حرارت پیدا کی اور پھر بقیہ ساڑھے نو سو سال تک اس حرارت کو اپنے سینوں

میں سرد نہیں ہونے دیا۔ اور ظاہر ہے کہ اس جگہ وہ وجود جسے مجازی رنگ میں شمس اور قمر قرار دیا گیا ہے حضرت نوحؑ ہی کا وجود ہو سکتا ہے۔ لہذا "سَنَۃ" اور "عَامًا" کی مذکورہ خصوصیتیں بھی اُسی مفہوم کی تائید کرتی ہیں جو اُوپر بیان ہوا ہے۔ یہ قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ اُس نے اس آیت میں مدت کے بیان کرنے کے لئے دو لفظ استعمال کئے ہیں اور ان دونوں کی جو مختلف خصوصیات ہیں وہ ساری کی ساری اس مضمون کو تقویت دیتی ہیں جس کا بیان کرنا مقصود ہے۔

آخر میں ہم اس آیت کے ماقبل سے ربط کو لیتے ہیں کیونکہ یہ بھی معانی کے متعین کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

سورۃ العنکبوت کی زیرِ تفسیر آیت کو جس سیاقِ کلام میں رکھا گیا ہے اس سے بھی اسی حقیقت کی تائید ہوتی ہے کہ اوّل اس آیت میں حضرت نوحؑ کی شخصی زندگی کا ذکر نہیں بلکہ اُن کے عہدِ شریعت کا ذکر ہے اور دوسرے اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ پہلے پچاس سال اُن کی قوم اُن پر ایمان نہیں لاتی تھی لیکن اس کے بعد ایمان لے آئی تھی اور پھر ۹۵۰ سال اُس نے اپنے ایمان کو قائم رکھا تھا۔ بات یہ ہے کہ سورۃ العنکبوت کی اس سے پہلی آیتوں میں تین باتیں بتائی گئی تھیں:۔ اوّل یہ کہ مومنوں کی آزمائش ضرور ہوتی ہے صرف دعویٰ ایمان پر اُن کو چھوڑ دیا جاتا۔ دوسری یہ کہ پہلے لوگ بھی آزمائشوں کی کٹھالی میں ڈالے گئے تھے اور اُن کے صدق کا بھی امتحان لیا گیا تھا اور تیسری یہ کہ بعض لوگ ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن جب کوئی آزمائش آئے تو اُس کو عذاب قرار دینے لگ جاتے ہیں لیکن یہ لوگ منافق ہوتے ہیں (آیات ۳، ۴، ۱۱، ۱۲) اس بیان کے بعد ضرورت اس امر کی تھی کہ واقعاتی رنگ میں یہ بتایا جاتا کہ آزمائشیں تو انسان کے فائدہ کے لئے آیا کرتی ہیں۔ چنانچہ اسی غرض سے حضرت نوحؑ کا واقعہ بیان کیا گیا اور بتایا گیا کہ دیکھو پچاس سال جو شادابی و خوشحالی کے سال تھے اُن میں قومِ نوحؑ حضرت نوحؑ کو قبول نہیں کر سکی اور ظالمانہ روش اختیار کر کے دنیا ہی میں مبتلائے عذاب ہو گئی لیکن اس کے بالمقابل اس کے بعد کے ساڑھے نو سو سال کا لمبا عرصہ وہ بے شک مشکلات میں مبتلا رہی لیکن اس عرصہ میں اُس کو نبیؑ وقت پر ایمان لانے کی اور اپنے ایمان کو قائم رکھنے کی توفیق مل گئی اور اس طرح وہ دائمی نجات کی اور اُخروی نعماء کی وارث ہوئی۔ پس خود ہی سوچ لو کہ وہ خوشحالی کا مختصر سا زمانہ اچھا تھا یا آزمائش کا لمبا زمانہ اچھا تھا؟ یہ کتنا خوبصورت اور ضروری مضمون ہے جو اس جگہ بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اگر یہ سمجھا جائے کہ اس آیت میں حضرت نوحؑ کی عمر کا ذکر ہے تو اس آیت کا نہ تو ماقبل سے کوئی ربط ہی رہتا ہے اور نہ اس کے مضمون میں کوئی حسن و خوبی ہی باقی رہتی ہے۔

پس یہ آیت بذاتِ خود اور اس کا ماقبل سے ربط بتا رہا ہے کہ اس میں حضرت نوحؑ کی شخصی زندگی کا ذکر نہیں بلکہ ان کے عہدِ شریعت کا ذکر ہے اور بتایا یہ

گیا ہے کہ اُن کا عہدِ شریعت ہزار سال تھا جن میں سے پہلے پچاس سالوں میں جو خوشحالی کے سال تھے اُن کی قوم نے بحیثیت قوم اُن کو قبول نہیں کیا تھا۔ اور چونکہ اللہ سے ہر طرح کی نعمتیں پانے کے باوجود اُنہوں نے مسلسل ۵۰ سال تک اس کے بھیجے ہوئے نذیر کی بات نہیں سُنی فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ "اسلئے اس حال میں کہ وہ ظالم تھے طوفان نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا" اور اس کے بعد اُن پر قحط اور مصائب و مشکلات کا زمانہ (جو طوفان کا طبعی نتیجہ تھا) آیا اور "یَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ"[1] کے وعید کے مطابق یہ زمانہ جب ایک دفعہ شروع ہوا تو پھر اس قوم کی زندگی میں ختم نہیں ہوا بلکہ بقیہ ۹۵۰ سال سارے کے سارے ہی مصائب و مشکلات کے سال تھے۔ تاہم چونکہ ان سالوں میں قوم نوحؑ اُن پر ایمان لے آئی تھی گو مذکورہ وعید کے مطابق یہ سال رہے تو مصائب ہی کے سال لیکن اس قوم کے لئے رحمت کے سال بن گئے تھے کیونکہ ان کی وجہ سے وہ اپنے ایمان کو قائم رکھ سکی۔ لہذا جن لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ اس آیت میں حضرت نوحؑ کا ذاتی عرصۂ حیات بیان کیا گیا ہے انہوں نے غلطی کھائی ہے اور جنہوں نے یہ کہا ہے کہ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اُن کا عہدِ شریعت ۹۵۰ سال تھا اُنہوں نے اصولاً تو ٹھیک بات ہی کہی ہے لیکن یہ حقیقت اُن سے بھی نظر انداز ہو گئی ہے کہ اس آیت میں حضرت نوحؑ کا عہدِ شریعت ۹۵۰ سال نہیں ہزار سال بتایا گیا ہے۔

(۲)

اب ہم استثنائے منقطع والی صورت کو لیتے ہیں۔ اس صورت میں اس آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ "یقین جانو کہ ہم نے نوحؑ کو اُس کی قوم کی طرف (اپنا رسول بنا کر) بھیجا تھا پھر (بطور رسول) وہ ہزار سال اُن میں رہا مگر پچاس سال (یعنی رسول ہونے سے پہلے بھی وہ پچاس سال اپنی قوم میں گزار چکا تھا جو اس ہزار سالہ گنتی میں شامل نہیں) پھر اس حال میں کہ وہ لوگ ظالم تھے (یعنی ہزار سالہ مدت کے اُس حصہ میں جبکہ وہ کفر و انکار پر مُصر تھے) طوفان نے اُنہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا۔"

یہ معنی پہلے معنوں سے الگ ضرور ہیں مگر اُن کے خلاف ہرگز نہیں کیونکہ ان معنوں کے اعتبار سے بھی حضرت نوحؑ کا عہدِ رسالت ہزار سال ہی ٹھہرتا ہے اور طوفان کا آنا بھی جیسا کہ چاہیئے تھا اسی مدت کے اندر رہتا ہے۔ ہاں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ اگر یہ معنی لیں تو حضرت نوحؑ کی رسالت سے پہلے کے پچاس سال تو بے شک "عَامًا" یعنی خوشحالی کے سال ہوں گے لیکن عہدِ رسالت کا سارا زمانہ بشمولیت اس زمانہ کے جو طوفان سے پہلے گزرا "سَنَةٌ" یعنی تنگی و تکلیف کا زمانہ ٹھہرے گا حالانکہ پہلے معنوں کی رُو سے ان ہزار میں سے ابتدائی پچاس سال (یعنی طوفان سے پہلے کے سال) خوشحالی کے زمانہ پر مشتمل تھے، تو اس کے متعلق جاننا چاہیئے کہ پچاس سال

[1] سورۃ ہود: ۴۰

کا عرصہ ہزار سال کے بالمقابل اتنا چھوٹا عرصہ ہے کہ اُسے نظر انداز بھی کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن یہاں اسے کلیۃً نظر انداز بھی نہیں کیا گیا کیونکہ جب قرآن نے حضرت نوحؑ کی رسالت سے پہلے کے سارے زمانہ کو خوشحالی کا زمانہ قرار دیا تو عقلمندوں کے لئے اس میں یہ اشارہ بھی ہو گیا کہ ان ہزار سالوں کا ابتدائی حصہ بھی خوشحالی ہی کا زمانہ ہوگا۔ کیونکہ رسول کے آنے کے ساتھ ہی عذاب نہیں آ جایا کرتا بلکہ کچھ مدت کے بعد انذار ہو چکنے پر آیا کرتا ہے اور قرآن کریم نے وضاحت سے بتلایا ہے کہ اُس وقت ایسا ہی ہوا تھا۔ سورۃ نوحؑ کے شروع میں ہے:-

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ
اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ
اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ○ (نوح ۲۱)

پس ہر چند کہ ما قبل کو ملحوظ رکھتے ہوئے اِس آیت کے وہی معنی ہوں گے جو پہلے بیان کئے گئے اور ان معنوں میں ایک یہ خوبی بھی ہے کہ انہیں اختیار کرنے کی صورت میں مدت کے بیان کرنے کے لئے دو لفظ "عَامٌ" اور "سَنَةٌ" کے رکھنے کی وجہ بھی واضح ہو جاتی ہے۔ تاہم اِس آیت کے الفاظ اِن دوسرے معنوں کے بھی متحمل ہیں اور چونکہ اِن معنوں کے اختیار کرنے میں نہ پہلے معنی اور نہ کوئی اور امر مانع ہے اسلئے یہ معنی بھی لئے جا سکتے ہیں۔

قرآن کریم کا یہ عام قاعدہ ہے کہ وہ بسا اوقات اپنی آیات کے الفاظ ایسے رکھتا ہے کہ ایک تو وہ سیاق و سباق کے ساتھ عمدگی سے منطبق ہو سکیں اور مسلسل عبارت کے رنگ میں لطیف معنی پیدا کریں اور دوسرے اپنی انفرادی حیثیت میں ان میں بعض ایسے حقائق بیان ہو جائیں جو قرآن کریم کے دوسرے مقامات پر بیان ہونے والے مضامین کی یا خود اُس آیت کے دوسرے معنوں کی تکمیل یا توضیح کرنیوالے ہوں۔

اِس آیت کے اِن دوسرے معنوں کے اعتبار سے اِس میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت نوحؑ کا زمانہ "لَبِثَ فِی الْقَوْمِ" ہزار سال تھا اور دوسرے یہ کہ مامور ہونے کے وقت وہ پچاس سال کے ہو چکے تھے۔ پہلی بات بیان کر کے اُس غلط فہمی کا ازالہ کیا گیا ہے جو بعض امور کے (جن کی تفصیل اِس مضمون کے پہلے حصہ میں آ چکی ہے) نظر انداز ہو جانے کی وجہ سے اِس آیت کے پہلے معنوں سے پیدا ہو سکتی تھی اور بتایا گیا ہے کہ حضرت نوحؑ کے "لَبِثَ فِی الْقَوْمِ" سے پچاس سال مستثنےٰ کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اُن کا عہدِ رسالت ۹۵۰ سال تھا، اُن کا عہدِ رسالت یقیناً ہزار سال ہی تھا +

توسیع اشاعت

الفرقان کی اشاعت کی توسیع میں آپ تین طرح سے حصہ لے سکتے ہیں (۱) اگر خریدار نہیں تو خریدار بنیں (۲) اپنے احباب کو خریدار بنائیں (۳) طالبانِ حق کے نام رسالہ جاری کرائیں۔ (مینجر)

رُباعیات

(محترم میجر منظور احمد صاحب ڈھاکہ)

اچھا کہ بُرا ہمیں نہیں ہے کچھ یاد
مُلّا کا کہا ہمیں نہیں ہے کچھ یاد
تم نے جو کہا تھا تو وہیں جاں دیدی
بس اسکے سوا ہمیں نہیں ہے کچھ یاد

مجھ کو میری ہستی کا پتا دے ساقی
اللہ کہ پردوں کو اُٹھا دے ساقی
کہتے ہیں کہ ہم ہیں رگِ جاں سے بھی قریب
یہ فرق رگِ جاں بھی مٹا دے ساقی

ASKING FOR MOON

(اُردو محاورے میں اس کا مترادف ملا نہیں)

مری تمنّا پہ ہنس رہے ہو
تم اپنے جی میں یہ سوچتے ہو
کہ یہ تمنّا ہے ایسی جیسے
فلک سے اِک طفل چاند مانگے

. . . .

تمہیں خبر کیا کہ عُمر بھر میں
تھے کتنے سودائے خام سر میں
ہر ایک سودا تمہاری سوگند
تھا چاند ہی مانگنے کی مانند
مَیں کتنے ہی چاند لے چکا ہُوں
تمہیں بتاؤں یہ راز کیا ہے؟
نشیب کیا ہے فراز کیا ہے؟
جو دے سکے اُس سے مانگتا ہُوں
مَیں ایک ہی در سے آشنا ہُوں
وہ اب بھی دے گا وہ اب بھی دے گا

(میجر منظور احمد)

حُسنِ عمل

(مکرم جناب چوہدری عبد السلام اختر صاحب ایم اے)

کبھی بھی رنگِ زمانہ میں مبتلا نہ ہوا
مرا ضمیر — کبھی ذات سے جدا نہ ہوا

اُس ایک حرف سے کیا فتنہ بپا نہ ہوا
وہ حرف لب پہ تو آیا مگر ادا نہ ہوا

جو زخم جسم کے تھے ساعتوں میں بھرتے رہے
جو زخمِ دل کا تھا — فرقت میں وہ دوا نہ ہوا

اگرچہ میں رہا محرومِ رنگ و بُو — لیکن
میں اُن کے پھول کو توڑوں یہ حوصلہ نہ ہوا

جو آشنا ترے در سے ہوا اے شاہِ اُمم
وہ پھر کسی اور کے در سے آشنا نہ ہوا

اگرچہ کھوج لگاتا رہا — خدائی کی
بشر ہمیشہ بشر ہی رہا — خدا نہ ہوا

نئی روش ہے نئی کونپلیں — نئے غنچے
جو ساز میں نے اُٹھایا تھا — بے صدا نہ ہوا

کرم ہے اُس کا کہ گزری ہے اُس کی راہ میں عمر
وگرنہ کون ہے جس کا حق — ادا نہ ہوا

قلم نوازی ... [illegible]
کوئی بھی مثلِ جناب ابوالعطاء نہ ہوا

حَيَاةُ اَبِي الْعَطَاءِ

میری زندگی کی چند منتشر یادیں

میری تازہ بیماری اور اللہ کے فضل سے صحتیابی

جماعتِ احمدیہ میں اسلامی اخوت کے نظارے

تمہید

ابوالانبیاء سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول کتنا سچا اور کتنا پیارا ہے وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (عنکبوت ع ۵) کہ میں جب جب بیمار ہوتا ہوں تو میرا ربِّ کریم ہی مجھے شفا دیتا ہے وہی صحت بخشتا ہے یہ پیارا قول ہر مومن اپنی زندگی میں آزما سکتا ہے اور اس سے لذّت اندوز ہو سکتا ہے۔

بیماری

عاجز ابوالعطاء کو بھی اپنی گزشتہ سرسٹھ ۶۷ سالہ زندگی میں امراض و حوادث کے بہت سے واقعات سے دوچار ہونا پڑا ہے ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت شاملِ حال رہی ہے اور ہمیشہ اس کے فضل نے دستگیری فرمائی ہے فللّٰہ الحمد ربّ العالمین۔

قریباً دو ماہ گزرے کہ مجھے ہلکا ہلکا بخار محسوس ہوتا رہا۔ موقعہ بموقعہ دوا استعمال کی جاتی رہی اور کام بھی جاری رہا۔ بخار کبھی اُتر جاتا تھا کبھی چڑھ جاتا تھا۔ شدید گرمی کے باعث لُو بھی لگ گئی۔ پھر بخار کی شدت ہو گئی۔

علاج

پہلے عزیزم ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب غنی اور لطف الرحمٰن صاحب شاکر گھر پر ہی علاج کرتے رہے جزاھما اللہ خیراً۔ پھر فضلِ عمر ہسپتال سے بھی ادویہ لی گئیں۔ محترم صاحبزادہ مرزا منوّر احمد صاحب چیف میڈیکل آفیسر جن کی دعاؤں کے باعث ان کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے خاص شفا رکھی ہے وہ ان دنوں حضور ایدہ اللہ بنصرہ کے ہمراہ ربوہ سے باہر تھے۔ ہومیوپیتھی علاج شروع کیا گیا۔ محترم جناب صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سلّمہ ربّہٗ نے خاص توجہ اور خاص شفقت سے علاج کیا اور ان کی تجویز کردہ دوا اور دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے افاقہ عطا فرمایا اور بخار ٹوٹ گیا۔ اس دوران اخویم عزیزم مولوی محمد الدین صاحب مربی سلسلہ احمدیہ اور عزیزم محترم مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب بھی علاج میں امداد فرماتے رہے۔

اسلامی اخوت

احباب بیمار پرسی کے لئے آئے اور خطوط کا پاکستان اور بیرونِ پاکستان سے ایک سلسلہ شروع ہوگیا۔ مجھے احباب کی اسلامی اخوت کا بارہا کا تجربہ ہے وہ اِس موقعہ پر پھر ایک مرتبہ نمایاں طور پر سامنے آگیا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی تاکید تھی کہ گھر سے باہر نہیں جانا اور دھوپ میں بالکل نہیں نکلنا۔ جب افاقہ ہوگیا اور اِدھر جولائی کا آغاز ہونیوالا تھا جبکہ فضل عمر درس القرآن کلاس جاری ہونے والی تھی۔ احباب اور حضرت سیدہ اُمّ امۃ المتین صاحبہ مدظلہا نے میری کمزوری صحت کے پیشِ نظر مجھے مشورہ دیا تھا کہ اِس سال آپ کلاس کے تدریسی پروگرام میں حصہ نہ لیں۔ اسی بناء پر حضور ایدہ اللہ بنصرہ سے اسکے مطابق تبدیلیوں کی منظوری حاصل کرلی تھی تاہم جولائی کے پہلے چار پانچ روز کی تگ و دو کا نتیجہ پھر وَ اِذَا مَرِضْتُ کی صورت میں رونما ہوُا۔ بخار پھر شروع ہوگیا۔

راولپنڈی کے لئے روانگی

اب تو تین ہفتے کی رخصت لیکر پُوری طرح چیک اَپ کرانے کا فیصلہ ہُوا۔ دل کلاس میں شمولیت کے ثواب سے محروم ہونے کو نہیں چاہتا تھا مگر مجبوری تھی اور احباب کا بھی شدید تقاضا تھا۔ زور دار تقاضا کرنیوالے دوستوں میں سے اخویم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعتہائے بلوچستان کا یہ کتنا پیارا فقرہ تھا کہ اِسوقت آپکے لئے علاج کرانا اور آرام کرنا ہی جہاد ہے۔ اِدھر راولپنڈی سے محترم کرنل ڈاکٹر سید ضیاء الحسن صاحب کی طرف سے بذریعہ تار دعوت موصول ہوئی کہ بلا تاخیر آجائیں تاکہ پورا معائنہ ہوسکے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے ربوہ واپس تشریف لانے پر حضور کی اجازت اور دُعا کے بعد مَیں دس جولائی کو علی الصبح چار بجے ربوہ سے راولپنڈی کے لئے بذریعہ ریل کار روانہ ہُوا۔ میری بیماری اور ضعف کے باعث میری اہلیہ محترمہ اُمّ العطاء صاحبہ اور میری دو چھوٹی بچیاں عزیزہ امۃ السمیع اور عزیزہ امۃ الرفیق بھی ہمراہ تھیں۔ عزیزم پروفیسر مبارک احمد صاحب انصاری بھی اہل و عیال سمیت نوشہرہ کے لئے اسی گاڑی میں سوار تھے۔

۹ر جولائی کو سوتے وقت مَیں نے سب افرادِ خانہ اور بچوں سے کہا کہ سفر کے لئے دعا کرکے سونا اور کوئی خواب آئے تو بتانا۔ عزیزہ امۃ الرفیق سلمہا نے صبح کو بتلایا کہ مَیں نے رات یہ فقرہ سُنا ہے ع "اے مبارک! جا سفر تیرا مبارک کردیا"۔ اِس بشارت کو سُن کر ہم گھر سے روانہ ہوئے۔

احباب کی محبّت

گاڑی کے ربوہ سے روانہ ہونے کے تھوڑی دیر گذرنے کے بعد ہمارے کالج اور سکول کے چند طالب علم جو رخصتوں پر جا رہے تھے آگے بڑھے اور یہ کہہ کر میرے ہاتھ اور پاؤں دبانے لگ پڑے کہ آپ بیمار ہیں آرام فرمائیں۔ ملکوال کے قریب چک ۹ ہے وہاں کے باسٹھ سالہ آنریری کیپٹن احمدی بزرگ جناب ملک شیر محمد صاحب ملکوال اسٹیشن سے سوار ہوئے دیکھتے ہی بیماری کا حال پوچھا اور پھر جہلم تک جہاں انہوں نے اُترنا تھا نہایت محبت سے میرے سارے جسم کو دباتے رہے مَیں منع کرتا رہا مگر میری ایک پیش نہ گئی۔ اُسوقت مجھے بخار ہو رہا تھا فی الواقع مجھے آرام کی ضرورت تھی۔ طالب علموں اور کیپٹن صاحب کے اس طرح بے لوث خدمت کرنے پر کئی لوگوں نے طلبہ سے پوچھا کہ کیا یہ شہر کے پیر صاحب ہیں؟ مَیں نے کہا کہ مَیں تو ربوہ کے "پیر" کی خاکِ پا ہوں۔ یہ تو میرے ان عزیزوں

[illegible] کا [illegible] انتہا [illegible] حقیقی [illegible]
رکھنے [illegible] سلسلہ [illegible] ۱۱ دفعہ [illegible]
پر محترم [illegible] صاحب [illegible]
[illegible] کو [illegible] فرمایا۔ [illegible]

[illegible] علاج

[illegible] عزیزم
[illegible] روز بروز [illegible]
[illegible] محترم کرنل [illegible]
ضیاء احسن صاحب کی کوٹھی [illegible]
[illegible] جمعہ [illegible] ڈاکٹر [illegible]
[illegible] تشریف [illegible] وقت [illegible]
علاج شروع ہو گیا [illegible] دوسرے [illegible]
[illegible]
[illegible] محترم کرنل صاحب [illegible]
[illegible]
[illegible]
قریباً [illegible] اُن کے مکان پر بڑے آرام سے رہے۔ وہاں
اُن کے اہل بیت اور بچے سب ہمارے آرام کا ایسا اہتمام فرماتے
تھے جو قابل صد خوشی ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

[illegible] ایک [illegible]

جب یہ بات دُور دراز یورپ افریقہ اور اعلیٰ ترین حلقوں
میں پہنچ چکی ہے تو غیر بھی اُسکو اس [illegible] ذکر کر [illegible]
ہوا [illegible] محترم [illegible] صاحب [illegible]
[illegible] A P P [illegible]
[illegible] جو یہ

اور دوسرے پاس [illegible] تو شدید بخار کے باعث مجھ پر بحران کی کیفیت
[illegible] سے اسی بے ہوشی کے عالم میں A P C کی تیرہ ٹکیاں
پانی کے ساتھ کھا لیں۔ جب بیس کھا چکا اور پتہ لگا تو سب پریشان
ہو گئے اور میں خود ہوش میں آنے پر حیران تھا۔ اب اُنکے بداثرات
کے ازالہ کے لئے دعا اور کوشش شروع ہوئی۔ پانی پینے کی کثرت
ہوئی اور خدا خدا کرکے بارہ گھنٹے کے بعد اضطرابی کیفیت دُور
ہوئی الحمد للہ۔ میں نے اس موقعہ پر سیدنا حضرت ابراہیم
علیہ السلام کا قول وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ پڑھ کر مزید
لطف لیا۔ بیماری میری غلطی سے آتی ہے شفا اسکے فضل سے نصیب
ہوتی ہے۔ بیماری پہلے ایام میں بخار ۱۰۳ سے آہستہ آہستہ کم ہوتا
گیا اور آخر پانچ چھ دن کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل اتر
گیا مگر کمزوری اور ضعف بہت ہو گیا۔ طاقت کے لئے دوائی
کے ساتھ ساتھ ہمارے کرنل صاحب موصوف نے غذا دی
بھی خوب دی نیز دوسرے روز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح
ایدہ اللہ بنصرہ اور حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا
کو دعا کے لئے تار بھی بھیجے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے
حضور سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ سے اسلام آباد میں ملاقات

حضور ایدہ اللہ بنصرہ ۲۱ وفا (جولائی) کی شام کو
اسلام آباد تشریف لائے۔ ۲۲ جولائی کو خاکسار نے حضور سے
شرف ملاقات حاصل کیا۔ محترم کرنل صاحب اُنکے بچوں عزیزم
مولوی عطاء الکریم صاحب اور اپنے پوتے عزیز عطاء الحبیب خالد
کے ہمراہ حضور کی کوٹھی پر پہنچا۔ حضور نے خوب جزاک اللہ فرماتے تھے میری
کمزوری پر لطیفہ سنایا اور محترم کرنل صاحب اور دوسرے سب
احباب سے مزاحیہ گفتگو بھی فرمائی اور پھر ربوہ کے حالات کا اور

فضل عمر درس القرآن کلاس میں اپنی تقریروں کا مفصل ذکر فرمایا۔ آدھ گھنٹے سے زیادہ کھڑے کھڑے حضور نے جلا احباب سے نہایت تو تسکین گفتگو فرمائی اور کئی مسئلے بھی حل فرمائے۔ مجھے بعض علاج بھی بتائے پھر میں نے عرض کیا کہ ڈاکٹر صاحب نے جانے کی اجازت فرما دی ہے اب میں رخصت کے بقیہ ایام عزیزم عطاء الکریم صاحب مربی سلسلہ کیمبل پور کے ہمراہ کیمبل پور میں گزاروں گا۔ حضور نے اجازت فرمائی اور مسکراتے ہوئے فرمایا تا عطاء الکریم کہہ سکے کہ مجھے اپنے ابا جان کی اپنے باقی بھائیوں کی نسبت زیادہ خدمت کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ دعا کی درخواست کرنے اور مصافحہ کے بعد میں حضور سے رخصت ہوا۔ طبیعت مسرور تھی۔

۲۳ تاریخ کو علی الصبح محترم کرنل صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ہم کیمبل پور پہنچے اور آخری ہفتہ وہیں گزارا۔ اس جگہ احباب جماعت بالخصوص محترم ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب امیر جماعت اور مکرم کیپٹن داؤد احمد صاحب اور میاں عزیز محمد صاحب شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ کے فضل سے میرے بیٹے اور میری بہو عزیزہ امۃ الباسط صاحبہ سلمہا نے مقدور بھر خدمت کی ہے۔ جزاھما اللہ خیراً۔

واپسی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے رخصت ختم ہونے اور طبیعت بہتر ہو جانے پر مورخہ ۲۹ جولائی بروز جمعرات صبح ساڑھے دس بجے ہم بخیر و عافیت ربوہ شریف پہنچ گئے۔ سٹیشن پر متعدد احباب موجود تھے۔ راستہ میں لالہ موسیٰ سٹیشن پر مکرم چوہدری غلام الدین صاحب ات کا کھانا لئے کھڑے تھے۔ ہم سمجھ نہ سکے کہ انہیں ہمارے واپسی کے پروگرام کا کس طرح پتہ لگ گیا۔ بہر حال ان کا شکریہ ادا کیا۔

خاص احسان الٰہی

اس جگہ اللہ تعالیٰ کے اس خاص احسان کا ذکر اور شکر بھی ضروری ہے کہ چونکہ راولپنڈی میں موسم بہت خوشگوار تھا اور کیمبل پور میں بھی گرمی کی حدت نہ تھی۔ میری جسمانی کمزوری کے باعث میرے دل سے بار بار یہ دعا نکلی کہ اب ربّ کریم یہ فضل بھی فرمائے کہ ہم واپس جائیں تو کیمبل پور سے بارش برستی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کرشمہ دکھایا کہ ہم جب کیمبل پور سٹیشن پر گاڑی کے آنے کے انتظار میں بیٹھے تھے زور کی بارش برسنے لگی اور پھر متواتر غالباً منڈی بہاؤالدین تک بارش کا سلسلہ جاری رہا۔ ربوہ میں بھی اس روز صبح کے وقت ترشح ہو چکا تھا اور اللہ کے فضل سے گرمی کا زور ٹوٹ کر موسم خوشگوار ہو گیا تھا۔ گرمی کی شدت میں ہی اللہ تعالیٰ کے خاص کرم وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ کا لطف آتا ہے اور جذباتِ شکر خاص طور پر موجزن ہوتے ہیں۔

پھر درخواست دعا

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری صحت اچھی ہے میں اُن تمام بزرگوں، بھائیوں اور بہنوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس بیماری میں میرے لئے دعائیں کیں میں بھی اُن سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اب میں پھر عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ پوری صحت کے ساتھ خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ آمین

بہنوں اور بھائیوں کا دعاگو

ابوالعطاء — ۱-۸-$\frac{۱۳۵۰}{۱۹۷۱}$

اشتہار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

(تیری عاجزانہ راہیں اسکو پسند آئیں)

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

فون فیکٹری	۲۹۴۶	فون آفس	۴۲۶۱
فون دکان	۲۴۸۳	فون رہائش	۲۳۵۴

★ ہم اپنے کرم فرماؤں سے گزارش کرتے ہیں کہ پارچہ جات خریدتے وقت سفینہ پرنٹنگ کے پارچہ جات طلب فرمائیں۔

★ سفینہ پرنٹنگ کے پارچہ جات واقعی دلفریب ہیں جو ڈیزائننگ میں لاجواب اور رنگوں میں جاذبِ نظر ہیں۔

سفینہ

پرنٹنگ اینڈ ڈائننگ ورکس

مقبول روڈ۔ لائلپور

برانچ آفس

عبداللہ کلاتھ ہاؤس ریل بازار۔ لائلپور

والسّلام

خاکسار

داؤد احمد شاکر

مہتمم مجلس

مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور شہر

ہر قسم کا سامانِ سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ لاہور

کو

یاد رکھیں

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

ماہنامہ تحریکِ جدید ربوہ

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں

اور

غیر از جماعت دوستوں کو پڑھائیں!

چندہ سالانہ صرف دو روپے

(مینجنگ ایڈیٹر)

سرزمینِ قادیان کا اوّلین دواخانہ

جسے سنہ ۱۹۱۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اپنے مبارک ہاتھوں قائم فرمایا

دوائی خاص
زنانہ امراض کا واحد علاج
دو اونس کی قیمت چھ روپے

قدیمی — اوّلین — شہرۂ آفاق
حبِ اطہر (رجسٹرڈ)
مکمل کورس بیس روپے

زرد جام عشق
طاقت کی لاثانی دواء
قیمت ۹۰ گولی سولہ روپے

حبِ مفید النساء
بے قاعدگی کا بہترین علاج
پانچ روپے

ہمارا اصول
● صاف ستھرے اجزاء ● دیانتدارانہ دوا سازی
● عمدہ پیکنگ ● غریبانہ قیمت ● مخلصانہ مشورہ

اور

نرینہ اولاد گولیاں
انعامِ خداوندی
قیمت فی کورس پندرہ روپے

حبِ لسان
سوکھے کی مجرب دواء
تین روپے

اسی اصول کے تحت ۱۹۱۱ء سے آپ کی خدمت کرتے چلے آرہے ہیں۔

حکیم نظام جان اینڈ سنز چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
بالمقابل ایوانِ محمودؓ۔ ربوہ

معین الصحت
تلی بھیں۔ خرابی جگر اور یرقان کا علاج
پانچ روپے

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

الفردوس

۸۵۔ انارکلی۔ لاہور

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کا جل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کیلئے نہایت مفید

خارش، پانی بہنا، ککرے، ناخنہ، ضعف بصارت

وغیرہ امراض چشم کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ متعدد

جڑی بوٹیوں کا سیاہ رنگ کا سرمہ جو عرصہ سالہا سال

سے استعمال میں ہے۔

خشک و تر فی شیشی سوا روپیہ

تریاق اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ

کی بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے ساتھ

پیش کی جا رہی ہے۔

اٹھرا بچوں کا مردہ پیدا ہونا، پیدا ہونے کے بعد

جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر ہونا

ان تمام امراض کا بہترین علاج!

قیمت پندرہ روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ

گول بازار ربوہ۔ فون نمبر ۳۸

(طابع و ناشر: ابو العطاء جالندھری۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ الفرقان۔ ربوہ)

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اسلئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں (۲) ان وصایا کو جو نمبر دیئے جارہے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں بلکہ مسل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے (۳) وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان مال سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مسل ۲۰۲۵۵ میں منور احمد خان ولد محمد اشرف صاحب مرحوم قوم راجپوت پیشہ تعلیم عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج تاریخ ½ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ½ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ½ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد منور احمد خان متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد محمد احمد جلیل سپرنٹنڈنٹ ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد مبارک احمد قمر ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ +

مسل ۲۰۲۵۶ میں ریاض احمد بٹ ولد غلام محمد صاحب قوم کشمیری بٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ½ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۹۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ½ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ½ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد ریاض احمد بٹ ولد غلام محمد صاحب دارالنصر غربی ربوہ۔ گواہ شد غلام محمد دارالنصر غربی ربوہ۔ گواہ شد عبدالرزاق جامعہ احمدیہ ربوہ +

مسل ۲۰۲۵۷ میں عبدالرزاق گجراتی ولد غلام محمد صاحب قوم کشمیری بٹ پیشہ تعلیم عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ½ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۴۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ½ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ½ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد عبدالرزاق گجراتی جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد محمد دین ناز ولد احمد الدین جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد عبدالرزاق جامعہ احمدیہ ربوہ +

مسل ۲۰۲۵۸ میں اعجاز اللہ ولد احسان اللہ صاحب قوم ارائیں پیشہ تجارت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ترگڑی ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ½ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۵۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ½ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ½ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد اعجاز اللہ شیخ مارکیٹ بازار گوجرانوالہ۔ گواہ شد خواجہ خورشید احمد سیکرٹری وقف زندگی گوجرانوالہ۔ گواہ شد محمد طفیل سیکرٹری امور عامہ گوجرانوالہ +

مسل ۲۰۲۵۹ میں محمد اشرف اسحاق شاہد ولد محمد دین صاحب قوم گوجر پیشہ واقف زندگی عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ½ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۲۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ½ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ½ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد محمد اشرف اسحاق شاہد وکالت تبشیر ربوہ۔ گواہ شد محمد انیس الرحمٰن صادق شاہد واقف زندگی وکالت تبشیر ربوہ۔ گواہ شد عطاء اللہ کلیم سیکرٹری حدیقۃ المبشرین ربوہ +

مسل نمبر ۲۰۳۶۰ میں خلیل احمد مبشر ولد چوہدری ناظر علی خان صاحب قوم راجپوت پیشہ وقف زندگی عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن 65/R.B حال ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۲۰۱ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد خلیل احمد مبشر شاہد ۱/۲ حدیقۃ المبشرین ربوہ۔ گواہ شد عطاء اللہ کلیم سیکرٹری حدیقۃ المبشرین ربوہ۔ گواہ شد محمد انیس الرحمن صادق شاہد فاضل بنگالی ۶/۲ حدیقۃ المبشرین ربوہ ۔

مسل نمبر ۲۰۳۶۱ میں چوہدری حفیظ احمد ولد چوہدری نواب الدین صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال پیدائشی احمدی ساکن 219/R.B ملیانوالہ ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۵۱ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد چوہدری حفیظ احمد چک 219/R.B ڈاکخانہ وضلع لائلپور۔ گواہ شد غلام رسول صدر حلقہ گنج مغلپورہ لاہور۔ گواہ شد محمود احمد سیکرٹری مال گنج مغلپورہ لاہور ۔

مسل نمبر ۲۰۳۶۲ میں حکیم محمد فرید الدین ولد شیخ سعدی صاحب قوم رائیں پیشہ زمینداری عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۹ء ساکن شاہ نکدر ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) زرعی ۱۲ ۱/۲ ایکڑ (۲) ایک عدد پختہ دو منزلہ مکان واقع شاہ نکدر مالیتی ۴۰۰۰ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد حکیم محمد فرید الدین سکنہ شاہ نکدر ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا۔ گواہ شد محمد شجاعت علی ریٹائرڈ انسپکٹر بیت المال ربوہ۔ گواہ شد مختار احمد ہاشمی صدر موصیان ربوہ ۔

مسل نمبر ۲۰۳۶۴ میں حامد کریم محمود ولد فضل کریم صاحب قوم ارائیں پیشہ تعلیم عمر ۱۷ سال پیدائشی احمدی ساکن ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۲۰ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد حامد کریم محمود ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد محمد احمد جلیل سپرنٹنڈنٹ جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد مبارک احمد ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ ۔

مسل نمبر ۲۰۳۶۹ میں رائے قاسم علی خادم ولد رائے غلام محمد صاحب قوم کھرل پیشہ زمینداری عمر ۲۹ سال بیعت ۱۹۶۱ء ساکن جھنگڑ حاکم والا ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۲۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) زمین ۲ ۱/۲ مربعہ واقع چک ۴۱۱ ضلع مظفر گڑھ مالیتی -/۵۰۰۰ روپیہ (۲) فی الحال یہ زمین بنجر ہے اس سے کوئی آمد نہیں ہو رہی ہے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ -/۱۰۰ روپیہ ماہوار آمد ہے میں تا زیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد رائے قاسم علی خادم جھنگڑ حاکم والا ڈاکخانہ خاص ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد حاجی فضل محمد جھنگڑ حاکم والا۔ گواہ شد محمد اسلم جھنگڑ حاکم والا ضلع شیخوپورہ ۔

مسل نمبر ۲۰۳۷۴ میں صلاح الدین ولد محمد الدین صاحب مرحوم ورک پیشہ زمینداری عمر ۳۴ سال پیدائشی احمدی ساکن آنبہ ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) اکتیس ایکڑ زرعی زمین مالیتی -/۹۲۰۰۰ روپیہ (۲) ٹیوب ویل مالیتی -/۸۰۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہونگا

اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد صلاح الدین سکنہ آبہ خاص ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد عبد المنان آبہ ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد حکیم عبد الرحمٰن آبہ ضلع شیخوپورہ ۔

مسل نمبر ۲۰۳۷۶ میں وسیم احمد ولد قریشی عبد الرحمٰن صاحب قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال بیعت پیدائشی ساکن راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۵۰ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد وسیم احمد قریشی معرفت میکر چوک حبیب بنک ٹرنک بازار راولپنڈی سٹی۔ گواہ شد مبارک احمد صدر مجلس موصیان راولپنڈی۔ گواہ شد محمد سلطان حسین راولپنڈی ۔

مسل نمبر ۲۰۳۷۹ میں ملک اللہ رکھا ولد ملک حیات محمد صاحب مرحوم قوم ککے زئی پیشہ ریٹائرڈ عمر ۸۰ سال بیعت ۱۹۱۸ء ساکن لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) مکان پختہ ایک عدد واقعہ لاہور مالیتی -/۵۰,۰۰۰ روپے (۲) مکان پختہ ایک عدد واقعہ ربوہ مالیتی -/۲۵,۰۰۰ روپے (۳) مکان پختہ ایک عدد نوشہرہ ککے زئیاں -/۲,۰۰۰ روپے (۴) زرعی زمین بارانی ۲۰ بیگھہ نوشہرہ ککے زئیاں -/۴,۰۰۰ (۵) ایک عدد خالی پلاٹ واقعہ گھوڑا ڈھاکہ الیہ مالیتی -/۸,۰۰۰ روپے (۶) ۸ مرلہ سکنی زمین واقعہ نوشہرہ ککے زئیاں -/۴۰۰ روپے (۷) دو عدد چھوٹی دکانیں واقعہ نوشہرہ ککے زئیاں -/۱,۰۰۰ (۸) نقد -/۱۲,۰۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد ملک اللہ رکھا محلہ سلطان پورہ لاہور۔ گواہ شد ملک عبد الحفیظ خان محلہ سلطان پورہ لاہور۔ گواہ شد

مسل نمبر ۲۰۳۸۲ میں عبد الواحد ولد ایم محمد عاشق صاحب قوم راجپوت نادر ریٹائرڈ مدرس عمر ۵۹ سال بیعت ۱۹۲۴ء ساکن دار النصر شرقی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) نقد -/۴۰۰ روپے (۲) سفید زمین دس مرلے دار النصر شرقی مالیتی -/۲,۰۰۰ روپے (۳) ۳ کنال زرعی زمین دریا برد مالیتی -/۲۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عبد الواحد۔ گواہ شد عبد الرشید تبسم بشیری ربوہ۔ گواہ شد مرزا عبد الحق شاکر واقف زندگی ربوہ۔

مسل نمبر ۲۰۳۸۴ مرزا صلاح الدین ولد مرزا نور علی صاحب قوم مغل فوجی پنشنر عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۲۸ء ساکن لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ ۱/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) ایک عدد مکان پالستی واقعہ مدینہ کالونی لاہور مالیتی -/۱۹,۰۰۰ روپے (۲) ایک عدد مکان پالستی واقعہ زوال مالیتی -/۵,۰۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ -/۱۵۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تا زیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد مرزا صلاح الدین مدینہ کالونی E-270 لاہور۔ گواہ شد ملک برکت علی امیر جماعت احمدیہ حافظ آباد۔ گواہ شد عبد الباری لاہور ۔

مسل نمبر ۲۰۳۸۷ میں میاں عبد الرشید ولد میاں بہاء الدین صاحب قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن پشاور شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۲ ۲۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان واقعہ پشاور مالیتی -/۱۵,۰۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ -/۲۴۱ روپے ماہوار آمد ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد میاں عبد الرشید ۲۰۱۳ جی بی روڈ کوہاٹی گیٹ

پشاور شہر۔ گواہ شد چوہدری رحیم بخش صدر موصیان پشاور کینٹ۔ گواہ شد محمد امیر جماعت احمدیہ پشاور +

مسل نمبر ۲۰۳۹۰ میں ڈاکٹر طاہر احمد ولد چوہدری محمد یعقوب صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن گوکھووال ۱۲۱ ج ب ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱ ۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۰۰۰ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد ڈاکٹر طاہر احمد گوکھووال ۱۲۱ ج ب ضلع لائلپور۔ گواہ شد ظفر احمد حسن گوکھووال ۱۲۱ ج ب۔ گواہ شد محمد یعقوب جماعت احمدیہ گوکھووال ۱۲۱ ج ب ضلع لائلپور +

مسل نمبر ۲۰۳۹۲ میں عبد اللطیف ولد مہر الدین صاحب قوم مہاجن پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال بیعت ۲۳ مارچ ۱۹۶۱ء ساکن کوٹلی ضلع میر پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱ ۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۵۵ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عبد اللطیف کوٹلی ضلع میر پور آزاد کشمیر۔ گواہ شد ناصر احمد مسعود کوٹلی۔ گواہ شد علم الدین نائب امیر کوٹلی +

مسل نمبر ۲۰۳۹۳ میں محمد رمضان چوہدری علم الدین ولد چوہدری امام الدین صاحب قوم ارائیں پیشہ زراعت عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۳۶ء ساکن ۱۸۱ ر ب ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱ ۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زرعی اراضی نو صد دو کنال قیمتی ۱۰۰۰۰ روپیہ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ ۱۰۰ روپیہ ماہوار آمد ہے میں تا زیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد رمضان علم الدین ۱۸۱ ر ب ضلع لائلپور۔ گواہ شد ... اللہ سیکرٹری جماعت احمدیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور۔ گواہ شد محمد الدین ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور +

مسل نمبر ۲۰۳۹۸ میں چوہدری محمد الدین ولد چوہدری شیخ الدین صاحب قوم گوجر پیشہ زراعت عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن چوڑ اسکھر ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱ ۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) اراضی زرعی ۲۴ گھماؤں قیمتی ۵۱۰۰۰/- روپیہ (۲) دو داس بھینس شیردار ۱۶۰۰/- روپیہ (۳) مشترکہ ٹیوب ویل میں حصہ ۱/۲ - ۳۵۰۰/- روپیہ (۴) پرانا ٹوکہ چارہ کاٹنے والا ۷۰/- روپیہ۔ کل ۵۶۱۷۰/- میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد چوہدری محمد الدین صدر جماعت احمدیہ چوڑ اسکھر ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد حکیم عبد الرحمٰن معلم اصلاح و ارشاد ... ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد فیروز الدین چوڑ اسکھر ضلع شیخوپورہ +

مسل نمبر ۲۰۴۰۰ میں رشید احمد ولد چوہدری کمال الدین صاحب قوم گوجر پیشہ زمینداری عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن چوڑ اسکھر ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱ ۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۰۰ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد رشید احمد چوڑ اسکھر ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد چوہدری کمال الدین (والد موصی) چوڑ اسکھر ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد چوہدری محمد الدین چوڑ اسکھر ضلع شیخوپورہ +

مسل نمبر ۲۰۴۰۱ میں شریف احمد ولد چوہدری کمال الدین صاحب قوم گوجر ... عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن چوڑ اسکھر ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱ ۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۲۰ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی

ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے العبد شریف احمد ساکن بھوڑا سنگھ ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد چوہدری کمال الدین بھوڑا سنگھ۔ گواہ شد چوہدری محمد الدین بھوڑا سنگھ +

مسل ۲۰۴۰۵ نام محمد مسعود ولد محمد دین صاحب شہید قوم راجپوت پیشہ تجارت عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن کوٹلی ضلع میرپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹۶۸ـ۱ـ۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۲۰۰/- روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے العبد محمد مسعود ساکن کوٹلی ضلع میرپور آزاد کشمیر۔ گواہ شد عبد اللطیف ولد محمد الدین کوٹلی ضلع میرپور۔ گواہ شد علم الدین نائب امیر کوٹلی ضلع میرپور +

مسل ۲۰۴۰۷ میں محمد دین ولد احمد دین صاحب قوم لسوالی پیشہ عطاری عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۲۷ء ساکن شادیوال چھپر کی ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹۶۸ـ۲ـ۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان خام مالیتی ۴۰۰/- روپیہ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد دین شادیوال چھپر کی ضلع گجرات۔ گواہ شد چوہدری فتح محمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ شادیوال ضلع گجرات۔ گواہ شد علی احمد گوندل امیر جماعت احمدیہ شادیوال ضلع گجرات +

مسل ۲۰۴۰۸ میں محمد حسین ولد رشید احمد صاحب قوم رائیں عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج تاریخ ۱۹۶۸ـ۲ـ۲۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ۶ کنال زمین نہری واقعہ موضع ددسوں ضلع گجرات میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد حسین محلہ دار العلوم ربوہ۔ گواہ شد عبد اللطیف خان صدر محلہ دار العلوم ربوہ۔ گواہ شد محمد حنیف سیکرٹری مال محلہ دار العلوم +

مسل ۲۰۴۱۲ میں شریف احمد اشرف ولد حافظ احمد علی صاحب قوم جٹ پیشہ تعلیم عمر ۲۰ سال ساکن ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹۶۸ـ۲ـ۱۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۵/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد شریف احمد اشرف ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد محمد احمد جلیل سپرنٹنڈنٹ ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد مبارک احمد قمر ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ +

مسل ۲۰۴۱۵ میں محمد شریف ولد چوہدری عبد الکریم صاحب قوم کمبوہ جٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال بیعت ۱۹۴۴ء ساکن مدار ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج تاریخ ۱۹۶۸ـ۲ـ۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک عدد مشترکہ مکان واقعہ موضع مدار جس میں میرا حصہ ۱/۴ ہے مالیتی ۴۰۰/- روپیہ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپیہ ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد شریف سکنہ مدار ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد ڈاکٹر غلام محمد حق متعلم وقف جدید۔ گواہ شد محمد یوسف نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ +

مسل ۲۰۴۲۱ میں فضل کریم ولد محمد ابراہیم صاحب قوم اعوان عمر ۶۰ سال پیدائشی احمدی ساکن لائلپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ

۲۶ ۔۔۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۰۰ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد فضل کریم موضع منصور آباد لائلپور۔ گواہ شد حافظ محمد اکرم حنیف انچارج فضل عمر لائبریری لائلپور۔ گواہ شد عطا حسین شاہ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ لائلپور ٭

مسل نمبر ۲۰۴۲۲ میں ملک خلیل احمد عابد ولد ملک فیض بخش صاحب مرحوم قوم جنجوعہ پیشہ تعلیم عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰ ۔۔۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۴۰ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد ملک خلیل احمد عابد جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد محمد اسمٰعیل ناصر دواخانہ گولبازار ربوہ۔ گواہ شد ملک محمد اسحٰق کارکن فضل عمر ہسپتال ربوہ ٭

مسل نمبر ۲۰۴۲۴ میں غلام قادر ولد گل محمد صاحب قوم افغان پیشہ ملازمت عمر ۱۸ سال بیعت ۱۹۵۹ء ساکن اوکاڑہ ضلع ساہیوال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ ۔۔۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۵۰ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد غلام قادر اوکاڑہ ضلع ساہیوال۔ گواہ شد عنایت اللہ بھٹی اوکاڑہ ضلع ساہیوال۔ گواہ شد عبدالحمید صدر بازار اوکاڑہ ضلع ساہیوال ٭

مسل نمبر ۲۰۴۲۵ میں میاں عبدالخالق لدھیانوی ولد میاں مراد بخش صاحب قوم آرائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن اسلام آباد ضلع راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰ ۔۔۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) ایک عدد مکان واقع راولپنڈی مالیتی ۳۰٫۰۰۰/- روپے (۲) ایک عدد پلاٹ زمین عنبر آباد واقع گکھڑ منڈی ۳٫۰۰۰/- روپیہ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ ۷۰۰/- روپے ماہوار آمد ہے میں تا زیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عبدالخالق لدھیانوی اسلام آباد فیڈرل کیپیٹل ایریا۔ گواہ شد عبدالحق ورک امیر جماعت احمدیہ اسلام آباد۔ گواہ شد محمد شریف سیکرٹری مال جماعت احمدیہ اسلام آباد ٭

مسل نمبر ۲۰۴۲۶ میں نصر اللہ ولد چوہدری مسلم دین صاحب قوم جاٹ پیشہ خود کاشت عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن نواں کوٹ ۹۵ ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ ۔۔۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) زرعی اراضی تعدادی ۱۴ ایکڑ مالیتی ۸۴٫۰۰۰/- روپے (۲) ایک مکان پختہ ۶٫۰۰۰/- روپے (۳) ایک عدد ٹریکٹر ۵٫۰۰۰/- (۴) نوشی ۲٫۰۰۰/- روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد نصر اللہ نواں کوٹ ۹۵ ڈاکخانہ خاص ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد منیر احمد دار النصر غربی ربوہ۔ گواہ شد محمود احمد کارکن دفتر P.S. ربوہ ٭

مسل نمبر ۲۰۴۳۱ میں بشیر احمد اختر ولد محمد دین صاحب قوم بھٹو پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن سیرالیون مغربی افریقہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ ۔۔۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۸۱/۳۰ لیون ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع

مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے ۔ العبد بشیر احمد اختر احمدیہ سیکنڈری سکول بواجے بو سیرالیون ۔ گواہ شد مقبول احمد ذبیح انچارج احمدیہ مشن سیرالیون ۔ گواہ شد کمال الدین حبیب احمد احمدیہ سیکنڈری سکول بواجے بو سیرالیون ۔

مسل ۲۰۴۳۴ میں ضیاء اللہ ولد چوہدری عزیز اللہ صاحب قوم جٹ چیمہ پیشہ ٹیچر عمر تیس سال پیدائشی احمدی ساکن چک $\frac{63}{E.B}$ ضلع ساہیوال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۶۰/۱۳۶ لیون ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے ۔ العبد ضیاء اللہ چیمہ چک $\frac{63}{E.B}$ ضلع ساہیوال حال سیرالیون ۔ گواہ شد مقبول احمد ذبیح انچارج احمدیہ مشن مشرقی صوبہ سیرالیون ۔ گواہ شد کمال الدین حبیب ٹیچر سیرالیون ۔

مسل ۲۰۴۳۵ میں انیس الرحمٰن ولد حکیم عطاء الرحمٰن صاحب قوم شیخ انصاری پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۴ ۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۹۱ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے ۔ العبد انیس الرحمٰن دار العلوم شرقی ربوہ ۔ گواہ شد عبد اللطیف خان ولد مولوی محمد مفتی خان صاحب دار العلوم شرقی ربوہ ۔ گواہ شد عبد اللطیف خان ولد عبد المنان خان صاحب محلہ دار العلوم غربی ربوہ ۔

مسل ۲۰۴۳۶ میں غلام احمد ولد کریم بخش صاحب قوم ارائیں پیشہ مزدوری عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۴ ۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ۔ ایک عدد مکان واقع گکھڑ منڈی مالیتی -/۴۰۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں ۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ اسوقت مجھے مبلغ -/۶۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔ العبد غلام احمد گکھڑ منڈی محلہ حاجی پورہ نزد چوہدری محمد امین ضلع گوجرانوالہ ۔ گواہ شد ظفر علی صدر جماعت احمدیہ گکھڑ منڈی ۔ گواہ شد ایم نور حسین پال نور ٹیلرنگ ہاؤس گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ ۔

مسل ۲۰۴۳۷ میں برکت اللہ ولد حضرت قادر بخش صاحب قوم ارائیں گورنمنٹ پنشنر عمر ۶۳ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۲ ۱۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۲۰۹/۴۸ روپیہ ہے ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ فرمائی جائے ۔ العبد برکت اللہ پوسٹل پنشنر دار الرحمت شرقی ربوہ ۔ گواہ شد محمد الدین دار الرحمت شرقی ربوہ ۔

مسل ۲۰۴۳۸ میں چوہدری نظام الدین ولد نبی بخش صاحب قوم جٹ پیشہ زمینداری عمر ۶۵ سال بیعت ۱۹۰۹-۱۲ ساکن چاہ دالکھاں والا ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۲ ۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ۔ چودہ کنال زمین واقع موضع مقصودہ چاہ دالکھاں والا مالیتی -/۱۴۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں ۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو

اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد چوہدری نظام الدین چاہ داکھاں والا موضع مقصودہ ڈاکخانہ چک $\frac{335}{W.B}$ براستہ قطب پور ضلع ملتان۔ گواہ شد محمد شفیع چاہ داکھاں والا ضلع ملتان رگواہ شد کریم بخش معلم وقف جدید جہانیاں ضلع ملتان۔

مسل ۲۰۴۴۹ میں عبد الکریم ولد ملک محمد جمال صاحب قوم مغل پیشہ زمینداری عمر ۶۴ سال پیدائشی احمدی ساکن تر گڑی ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) ایک مکان پختہ وخام رہائشی واقع تر گڑی کا ۱/۲ حصہ مالیتی -/۲۲۷۵ روپے (۲) زرعی اراضی واقعہ تر گڑی ۷ کنال مالیتی -/۲۵۰۰ روپے (۳) زرعی اراضی واقع موضع بلے والا ۲۱ کنال ۱۱ مرلے -/۴۰۰۰ روپے (۴) احاطہ زمین واقعہ شہر گوجرانوالہ مالیتی -/۱۰۰۰ روپے (۵) اراضی واقعہ حیدر آباد سندھ نمبر ملکن ٹبہ ۱۱ ایکڑ -/۱۴۰۰ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ -/۲۴۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عبد الکریم ساکن تر گڑی ضلع گوجرانوالہ۔ گواہ شد محمد افضل منیر صدر موصیان جماعت احمدیہ تر گڑی ضلع گوجرانوالہ۔ گواہ شد محمد الدین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ تر گڑی ضلع گوجرانوالہ۔

مسل ۲۰۴۵۰ میں عبد الحمید کاہلوں ولد چوہدری علی مرید صاحب قوم کاہلوں جٹ پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے زرعی اراضی ۶ کنال ۳ مرلے موضع ننگل داؤد والا مالیتی -/۱۰۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ -/۱۱۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عبد الحمید کاہلوں ۹۹ موتی لال گارڈن ٹاؤن کراچی ۵۔ گواہ شد شیخ شریف احمد کراچی۔ گواہ شد شیخ حبیب احمد عمر کراچی۔

مسل ۲۰۴۵۹ میں خواجہ رشید احمد ولد میاں غلام محمد صاحب قوم کشمیری پیشہ تجارت عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۲۰ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد خواجہ رشید احمد C/O رشید شوپ منڈی حافظ آباد۔ گواہ شد غلام محمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ حافظ آباد۔ گواہ شد غلام احمد امیر جماعت احمدیہ وزیر آباد۔

مسل ۲۰۴۶۱ میں مسعود خالد ولد محمد نذیر صاحب قوم اعوان پیشہ طالبعلمی عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن منگووال ضلع سرگودھا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۰ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد مسعود خالد فضل عمر ہوسٹل ایم۔اے فائنل تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔ گواہ شد بشارت الرحمن پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔ گواہ شد محمد اسلم لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Peach Jam
HOT KETCHUP
Shezan
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ، لاہور

Monthly **Al-Furqan** *Rabwah* Regd. No. L5708 July, August, 1971

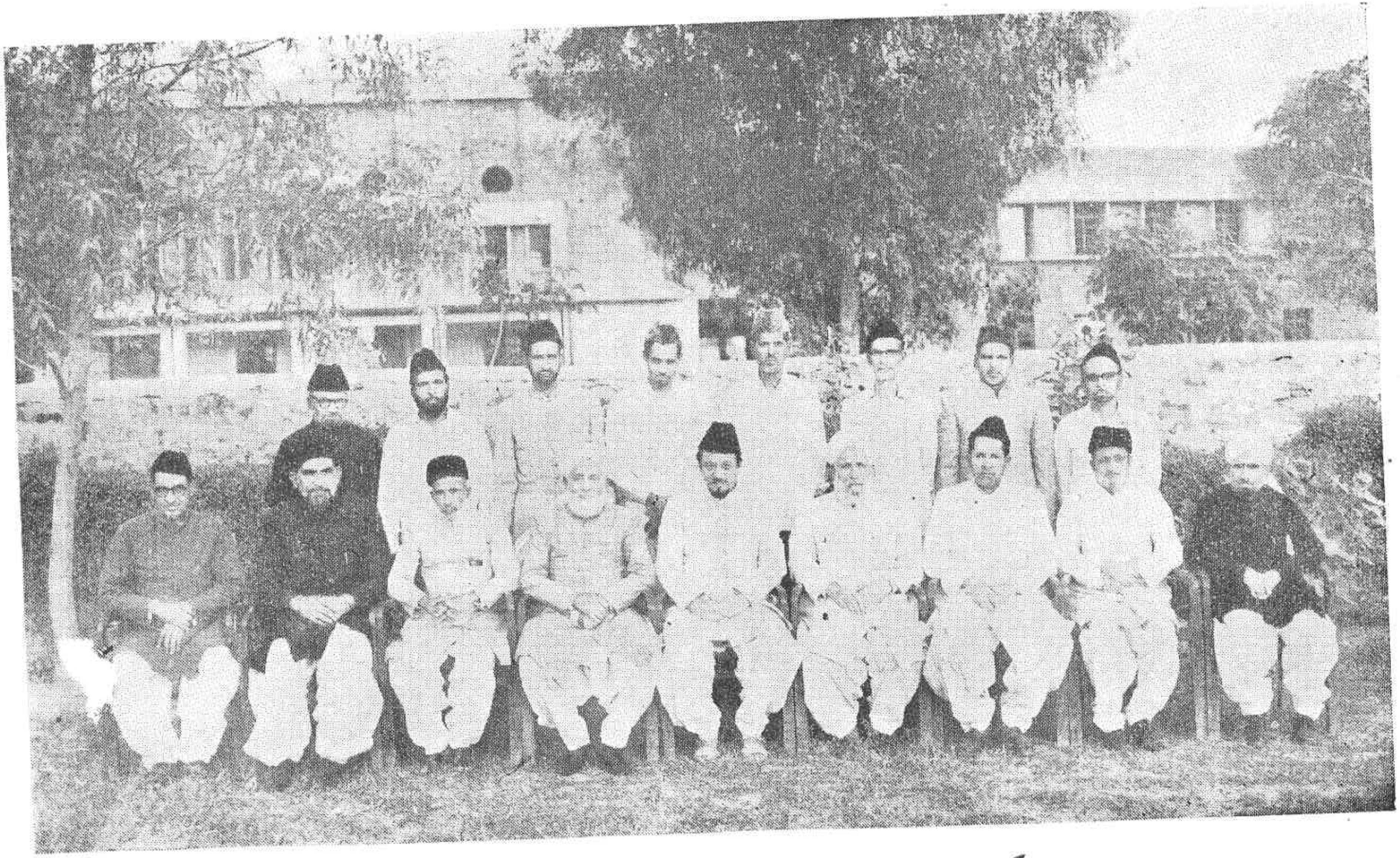

اراکین مجلس انصار اللہ مرکزیہ (۱۳۵۰ ہش) ۱۹۷۱ء

Title Printed at the Nusrat Art Press, Rabwah.